سہ ماہی نئی دہلی

خبرنامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر:۳	جولائی تا ستمبر ۲۰۰۹ء	شمارہ نمبر:۴

ایڈیٹر

(مولانا) سید نظام الدین

خط و کتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, Telefax:. 011-26314784

E-mail:aimplboard@gmail.com / aimplboard@vsnl.net

ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

فہرست مضامین

صفحہ	اسمائے گرامی	مضامین	نمبرشمار
۳	(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی	پیغام	۱
۵	(حضرت مولانا) سید نظام الدین	اداریہ	۲
۷	رضوان احمد ندوی	کارروائی مجلس عاملہ کالی کٹ (کیرالا)	۳
۱۴	وقارالدین لطیفی ندوی	مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں (مختصر رپورٹ)	۴
۱۶	(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی	خطبۂ صدارت	۵
۱۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ہم جنسی کا نکاح-اسلامی نقطہ نظر	۶
۲۴	محمد عبدالرحیم قریشی	دوسری شادی کے لئے قبولیت اسلام ــــ لاکمیشن کی رپورٹ	۷
۲۶	ڈاکٹر دسوقی	تطبیق شریعت	۸
۳۳	مفتی احمد نادر القاسمی	مسجد اقصی اور ہماری ذمہ داریاں	۹
۳۸	(حضرت مولانا) سید نظام الدین	ماہ صیام مبارک ہو	۱۰
۴۰	وقارالدین لطیفی ندوی	تاریخ تحفظ شریعت کے درخشاں تارے	۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

مسلمانوں کی عید۔ شیطان کا روزہ

(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مسلمانوں کو اسلام نے دو عیدیں عطا کی ہیں، ایک عید الفطر دوسری عید الاضحیٰ، یہ دونوں عیدیں اور تہوار حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے پر اہل مدینہ کے تہواروں کو دیکھ کر مسلمانوں کو پروردگار عالم کے حکم سے ان کی ضروریات اور خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے بتائے تھے، اس وقت سے یہ مسلمانوں کے تہوار ہیں جن کو تمام دنیا کے مسلمان جو دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنی زندگی کو اپنے رسول پاکؐ کے بتائے ہوئے طریقہ کا پابند مانتے ہیں، خوشی و مسرت کے دن کی حیثیت سے اختیار کرتے اور مناتے ہیں، دنیا کے تمام ملکوں اور قوموں میں اپنے اپنے حالات و خصوصیات کے لحاظ سے تہوار ہوتے ہیں، ہر قوم کے تہوار میں اس قوم کے مذہبی واقعات یا زراعتی موسموں کی تبدیلی کے ساتھ ایک ربط ملتا ہے، اور اس طرح ہر قوم کا تہوار اس کی اپنی مذہبی اور دنیاوی ثقافت کا مظہر ہوتا ہے، جس میں اس قوم کے قومی احساسات اور دینی تصورات کی جھلک ملتی ہے اسی لیے تہوار ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ اس میں قوم کے سب خاص وعام یکساں طریقہ سے حصہ لیتے ہیں اور اس طریقہ سے ان تصورات سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہیں، جو تہوار کے پس منظر میں ہوتے ہیں۔

مسلمانوں میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان کے مشترک دینی اور ملی تصورات کا مظہر ہیں، مسلمانوں کے مشترک تصورات خدائے واحد کی بندگی اور اس کی اطاعت کے احساس سے وابستہ ہیں، اس بندگی اور اطاعت کے احساس کو ان کی مسرت و خوشی کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، چنانچہ مسلمانوں کی یہ عیدیں بیک وقت اطاعت خداوندی کا رمز اور سرور و شادمانی کا موقع ہیں، عید الفطر ایک ماہ کے روزوں کے اختتام پر آتی ہے اور عید الاضحیٰ خدا کے حضور میں نذرانہ بندگی پیش کرنے کی علامت کے طور پر انجام پاتی ہے اس طرح دونوں دن اطاعت خداوندی اور اس کے لیے اپنی مثالی کارکردگی کے انجام دینے پر پُر مسرت اظہار کے دن ہوتے ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو دنیا و دین دونوں کو جمع کرنے کی تلقین کی ہے، دنیا کے وہ تقاضے جو انسانی فطرت کا نتیجہ ہیں، انکو پورا کرنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی ہے بلکہ اگر ان کے پورا کرنے میں یہ احساس شامل رکھا جائے کہ ان کے پورا کرنے کی ہم کو ہمارے خدا نے اپنی خوشی کے ساتھ اجازت دی ہے اور ہمارے رسول برحق نے اس اجازت کو خدا کی مرضی کی اجازت بتایا ہے تو ان دنیاوی تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی وہ ثواب ملتا ہے جو عبادت میں ملتا ہے، اس طرح ایک مسلمان کو خوشی منانے کی اجازت ملنے پر خوشی منانے پر بھی ثواب ملتا ہے، اس کو اپنی دنیاوی ضرورت کو خدا کی اجازت کی بنا پر پورا کرنے پر بھی اجر ملتا ہے، چنانچہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ ان میں اچھا لباس زیب تن کرنا اور مسرت کا اظہار کرنا بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اجازت کو مدّنظر رکھتے ہوئے کرنے پر ثواب ملتا ہے، پھر دونوں عیدوں کے پس منظر میں جو مذہبی محرک پایا جاتا ہے وہ ان دونوں عیدوں کو صرف ثواب کا موقع ہی نہیں بلکہ ان دنوں کو مجسم مذہبی موقع بنا دیتا ہے، اسی کو کہتے ہیں ''ہم خرما و ہم ثواب'' کہ ایک طرف تو

اچھا لباس پہننا پسندیدہ کھانے کھانا، ایک دوسرے سے مسرت ولطف کا اظہار کرنا، جشن کی شکل میں سب کا عیدگاہ جانا، دوگانہ ادا کرنا اور واپس آنا اور عید کی مبارک باد دینا، ملنا اور پُر لطف طریقہ سے کھانا کھانا، کھلانا ملتا ہے، دوسری طرف مذہبی اور سنجیدہ طریقہ سے طہارت وصفائی کرنا اور دعاؤں کے ساتھ عیدگاہ جانا اور وہاں سب کا مل کر اپنے پروردگار کے سامنے سربسجود ہونا، امام وخطیب سے نصائح سننا، اللہ اکبر اللہ اکبر کا ورد کرنا اپنے پروردگار کا شکر بجالانا ملتا ہے۔

عیدالفطر میں اپنے پروردگار کا شکر کہ اس نے مہینہ بھر کے روزوں کا جو حکم دیا تھا اس حکم کو بجالانے کی توفیق ملی، کسی نے اگر کچھ روزے چھوڑ دیئے تو اس لیے کہ اس کے پروردگار کی طرف سے اجازت ہے کہ بیمار ہو یا سفر پر ہو تو آئندہ کے لیے روزہ مؤخر کرتے ہوئے عام دنوں کی طرح کھا پی سکتے ہو، لیکن سربازار نہیں بلکہ ذرا نظروں سے بچ کر تا کہ روزہ کی جو عمومی ومجموعی فضا ہے وہ خراب نہ ہو۔

ایک ماہ کی ایک خاص کارکردگی پوری کی ہے اس کا ثواب بھی ملے گا اور خوش ہو اور خوشی کا اظہار بھی کرو، اب رہ گئے وہ لوگ جو بلا عذر محض کوتاہی میں یہ فرض روزے نہیں انجام دے سکے ان کو عیدالفطر یہ احساس دلاتی ہے کہ ان سے کوتاہی ہوئی کہ سب بھائی بند تو اچھی کارکردگی انجام دے کر سرخرو ہوئے، اور یہ اس سرخروئی سے رہ گئے اب یہ اپنے پروردگار سے عفوومعافی کے طالب ہوں، اور اس کی تلافی قضاء کی صورت میں کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار کی طرف سے عطا کئے ہوئے خوشی کے اس موقع میں شریک رہیں، خوشی کا دن ہے اور پروردگار کی طرف سے عطا کیا ہوا ہے اس کو لیں اور اس سے اپنے کو محروم نہ کریں۔

عید کا دن خوشی اور کھانے پینے کا دن خود پروردگار عالم کی طرف سے بنایا گیا ہے اس لیے اس کے بھی خلاف کرنے کی اجازت نہیں، عید کے دن کوئی روزہ رکھنا چاہے تو بذات خود روزہ رکھنا اچھا اور نیکی اور عبادت کا عمل ہے لیکن عید کے دن وہ حرام ہے کیونکہ جب پروردگار یہ کہتا ہے کہ کھاؤ پیو اور خوش ہو، ایسے میں بندہ کے لیے کیسے اس کی اجازت ہوسکتی ہے کہ نہیں ہم صبح سے شام تک کچھ نہیں کھائیں گے روزہ رکھیں گے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ عید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے، لیکن اس کا روزہ اپنے پروردگار کو خوش کرنے یا اس کے حکم کی اطاعت میں نہیں ہوتا، وہ اس رنج وغم میں ہوتا ہے کہ کتنی کثرت سے آدمیوں نے اپنے پروردگار کی زبردست اطاعت کر دکھائی کہ پورے ایک مہینے، دن میں بھوکے پیاسے رہے اور کتنے بشری تقاضوں کو دن کے حصہ میں روکے رکھے رہے، ایسی زبردست اطاعت اور کارکردگی انجام پا گئی لہٰذا اس افسوس میں شیطان کچھ کھاتا پیتا نہیں گویا روزہ رکھتا ہے اور خوشی کے اس موقع پر غم مناتا ہے۔

روزہ کی کارکردگی واقعی ایک اعلیٰ کارکردگی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر عمل کا اجر تو اس طرح دیا جائے گا جیسا مقرر کیا گیا ہے، لیکن روزہ کا اجر میں خود خاص طریقہ سے اپنی طرف سے دوں گا، لہٰذا شیطان کا عید کے دن روزہ رکھنا اور غم کرنا بجا ہے کہ اس کے شکار سے کتنے انسان نہ صرف یہ کہ بچ نکلے بلکہ اس کی تدبیر وکوشش کو برباد کر گئے اور روزہ داروں کی خوشی بھی بجا ہے کہ انہوں اپنے کو شیطان کے نرغے سے بچالیا اور اپنے پروردگار کو راضی وخوش کیا، وہ اپنے پروردگار کی عظمت اور وحدانیت کا کلمہ پڑھتے ہوئے عید کے روز نماز کے لیے جاتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرتے ہیں، ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد'' اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہر طرح کی ستائش اور خوبی اسی کے لیے ہے، اور اس طریقہ سے وہ شیطان کے روزے کو اور بھی سخت اور تکلیف کا روزہ بنا دیتے ہیں۔

اداریہ

رمضان میں ائمہ وخطباء کی ذمہ داریاں

سید نظام الدین
جنرل سکریٹری بورڈ

رمضان کا مہینہ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ مومنین کے قلوب، اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات وتعلیمات کی جانب متوجہ رہتے ہیں، یہ توجہ واہتمام، اخلاص، اللہ اور اس کے رسول سے تعلق ومحبت کا مظہر اور علامت ہے۔

بندگی رب، طاعت وتقوی، حصول ثواب کے لئے مسلمانوں کی اس ماہ میں جد وجہد، محنت، تڑپ نیز مساجد کی جانب ان کی دوڑ، مساجد میں حاضری، خیر کو قبول کرنے اور حق بات سننے کی صلاحیت میں اضافہ کے پیش نظر یہ مناسب ہوگا کہ ائمہ مساجد، علماء، خطباء اور دعاۃ اس ماہ میں معاشرہ کی اصلاح کے موضوعات کو اپنی گفتگو کا محور بنائیں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلم عوام کو ان خرابیوں کی درستگی کی جانب توجہ دلائیں جن کمزوریوں کی بنا پر مسلم معاشرہ اپنی اسلامی خصوصیات وامتیازات کھوتا جا رہا ہے، معاشرہ میں تیزی سے روبہ زوال اخلاقی اور روحانی قدروں کی طرف توجہ دلائی جائے، نیز ان پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے جہاں سے پانی رس رہا ہے، جس نے نہ صرف فرد کو، خاندان کو، بلکہ پورے معاشرہ کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں سب سے اہم اور بنیادی کوشش ایمان کی پختگی، اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس، حقوق العباد کی ادائیگی اور اعمال صالحہ واخلاق حسنہ سے معاشرہ کو سنوارنے کی مسلسل جد وجہد ہے۔

ملک بھر میں پھیلے ہوئے ارکان بورڈ اپنے اپنے علاقوں میں ائمہ مساجد سے رابطہ کر کے ابھی سے رمضان کے لئے خصوصی پروگراموں کی ترتیب بنانے کی کوششیں شروع کر دیں تا کہ ائمہ مساجد متوجہ ہو کر ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اسلام اپنی روشن تعلیمات کے ذریعہ انسانی سماج میں تعمیری رجحانات کو فروغ دینے اور اعلی اصولوں پر انفرادی واجتماعی فکر وعمل کو ڈھالنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے، یہ کوشش رسول ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام کے معمولات سے ظاہر ہے، مگر انسان اور وہ عناصر جن سے وہ ترکیب پایا ہے اور وہ اسباب جو خارج میں اس کو ورغلاتے بہکاتے اور بھٹکاتے رہتے ہیں بلکہ قرآن کی اصطلاح میں ''ہوی'' (یعنی اپنی ایسی نفسانی خواہشات میں مبتلا ہونا) جو اسے سرکشی اور طغیان تک پہنچا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ گمراہی وضلالت کے قریب چلا جاتا ہے۔

انسان کی انسان سے باہمی نفرت، حسد، بغض اور کینہ اسے عداوت پر آمادہ کرتی ہے، جس کے نتیجہ میں ترک تعلق وجود میں آتا ہے اور تعلقات کے ٹوٹنے اور کمزور ہونے سے جو دلوں میں کبیدگی اور انقباض پیدا ہوتا ہے وہی اصل بیماری اور جڑ ہے جہاں سے فرد کی گھریلو زندگی میں گھٹن پیدا ہوتا ہے، جس کو اس صورت میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ بھاوج کا نند سے، بھائی کا بھائی سے، سالے کا بہنوئی سے اور

شوہر کا بیوی سے ٹکراؤ، اختلاف، دوری اور من مٹاؤ پیدا ہوتا ہے۔ حتی کہ صلہ رحمی کے اصول پاش پاش ہوجاتے اور بکھر کر رہ جاتے ہیں مگر انسان اپنی ذاتی انا اور انتقام کی ہوس میں ان تمام حقوق سے منہ موڑ لیتا ہے جن کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذریعہ سے اس تک پہنچی ہوئی ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کتنا واضح ہے: "**ولا تباغضوا، ولا تحاسدوا، ولا تدابروا، ولا تقاطعوا، وكونوا عباد الله اخواناً، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث**" (ریاض الصالحین ر۴۴۰-۴۴۱)

سماجی بگاڑ اور فساد کی بہت سی شکلیں ہیں، معاشرہ کے انحطاط کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں مادہ پرستانہ رجحانات، مادیت کی طرف دوڑ، ذخیرہ اندوزی اور اس سے آگے بڑھ کر اپنے پریشان حال عزیزوں، رشتہ داروں اور مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی ضرورتوں سے بے توجہی، انسان جب مال کو اپنا مال تصور کرتا اور اسے خدا کی نعمت نہیں سمجھتا تو پھر وہ بخل کا شکار ہوجاتا ہے اور بخل بھی اس اعلی درجہ کا جہاں اس کی مٹھی نہیں کھلتی، یہی انسان جب مال کو اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتا ہے تو پھر اپنی شان وشوکت اور دولت کے اظہار کے لئے شادیات اور دیگر رسومات وتقریبات میں اسے لٹاتا اور پانی کی طرح بہاتا ہے جب کہ اللہ تعالی نے انسان کو ان نعمتوں اور مال ودولت کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی اس پر عائد کی ہیں اور آزمائش بھی، اللہ تعالی نے مال کو بے جا استعمال کرنے اور شان وشوکت کے اظہار اور برتری کے لئے نہیں دیا، بلکہ انسان کو ان چیزوں کا امین بنایا ہے۔

مال وزر، دولت وثروت اور بینک بیلنس کی محبت اور پھر اس کی ذخیرہ اندوزی اس کو جمع کرنے کی خصلت، ہر ہر شہر میں مکان وپلاٹ خریدنے کی ہوس نے انسان کو ایسی مادہ پرستانہ کیفیت میں ڈال دیا ہے جہاں سے وہ توکل وقناعت، ایثار وقربانی اور رحم دلی وانفاق کی راہ سے کٹ کر خواہشات کے دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے جہاں نہ والدین اور نہ اعزہ کے حقوق کی فکر رہتی ہے اور نہ پڑوسی وہمسایہ کی۔

ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرتی صورت حال تیز رفتار اصلاحات چاہتی ہے، مگر اس کی بنیاد دل ودماغ کی آمادگی اور قلب کا اسلامی احکام کے نفاذ پر شیفتگی ووارفتگی کے ساتھ مطمئن ہونا ہے۔

ہر معاشرہ، افراد کا مجموعہ ہے، جس میں ہر گھر اور ہر یونٹ کی بہت اہمیت ہے، ہر گھر ایک خاندان پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ماں باپ، بھائی بہن، بیٹے بیٹیاں، بہوئیں، نندیں اور بھاوجیں ہوتی ہیں۔ ان سب کے آپسی تعلقات وروابط کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا، ان میں استحکام، مضبوطی اور محبت وخلوص نیز تعاون وخیر خواہی کا ماحول پیدا کرنا بہت ہی اہم کام ہے۔

معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی انحطاط کے اسباب میں صرف مادہ پرستی نہیں ہے، بلکہ خودغرضی، ذاتی مفاد کو بھی بڑا دخل ہے۔ غریب ویتیم لڑکی کو چھوڑ کر دولت مند کی تلاش، دین دار کے اوپر دنیا دار کو فوقیت، قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مہمل کتابوں اور رسائل کا مطالعہ، انٹرنیٹ اور ٹی وی کا بکثرت استعمال، وقت اور پیسوں کا غلط استعمال سب شامل ہیں۔

رمضان کے مہینہ میں قلوب پر طاری حجابات کو ختم کرنے اور رفع کرنے کے لئے مستعدی وتیاری ضروری ہے، آسمان سے مدد، خیر وبرکت اور نصرت کا نزول صرف اس میں مضمر ہے کہ مسلمان پورے طور پر اللہ کی پناہ میں آجائیں اور اس کی نازل کردہ کتاب اور رسول ﷺ کے فرمودات کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دیں۔

کارروائی مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

منعقدہ ۱۲؍جولائی ۲۰۰۹ روز اتوار بمقام مالا بار ہوٹل کالی کٹ (کیرالہ)

مرتب: رضوان احمد ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا (۸۰واں) اجلاس روز اتوار ۱۲؍جولائی ۲۰۰۹ء شہر کالی کٹ (کیرالہ) کے ہوٹل مالا بار میں منعقد ہوا جسکی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر بورڈ نے فرمائی۔ جس میں حسب ذیل اہم ایشوز زیر بحث آئے۔

سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمات:

سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمات کے بارے میں جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ نے اجلاس کو بتایا کہ:

(۱) سپریم کورٹ میں وشولوچن مدن نامی ایڈوکیٹ نے رٹ داخل کی تھی کہ دارالقضاء کو غیر قانونی اور غیر دستوری قرار دیتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو انہیں بند کرنے کی ہدایت جاری کی جائے اور اسی طرح فتوؤں کی اجرائی کو غیر قانونی قرار دے کر دارالعلوم دیوبند اور فتویٰ جاری کرنے والے دیگر اداروں کو فتویٰ دینے سے منع کیا جائے، اس رٹ میں بورڈ کی جانب سے مسئلہ قضاء کا تاریخی جائزہ لیتے ہوئے مدلل جواب داخل کیا جاچکا ہے دارالعلوم دیوبند کی طرف سے بھی جواب داخل ہو چکا ہے اس رٹ کی سماعت کچھ عرصہ کے بعد ہوگی اور انشاء اللہ اس وقت بورڈ بھرپور طریقہ پر دارالقضاء کی مدافعت کریگا۔

(۲) ایک رٹ شبنم ہاشمی خاتون نے داخل کی ہے جس میں سپریم کورٹ سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ وہ حکومت ہند کو تبنیت کے بارے میں ایسا قانون بنانے کی ہدایت جاری کرے جس کے تحت بشمول مسلمانوں کے تمام شہریوں کو متبنیٰ لینے کی اجازت ہو۔ اس رٹ میں پرسنل لا بورڈ نے مداخلت کی ہے اور بورڈ کی جانب سے جواب تیار ہے جو عدالت میں عنقریب داخل کر دیا جائے گا اس جواب میں متبنیٰ لینے کے بارے میں شرعی حکم کو واضح کرتے ہوئے اس کی مصلحتوں کو بیان کیا گیا ہے اور علم نفسیات کی تازہ ترین تحقیقات کا حوالہ دیا گیا ہے جس کی بنیاد پر امریکہ میں یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ متبنیٰ لئے گئے اشخاص کو ان کے اصل والدین سے واقف کرایا جائے سکریٹری بورڈ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے بتایا کہ دینی مدارس میں زیر کفالت یتیم طلبہ و طالبات اور یتیم خانوں میں زیر کفالت یتامیٰ کی تفصیلات بورڈ کو فراہم کرنے کے لئے ارکان کو خطوط لکھے گئے ہیں کچھ کے جوابات آئے اور بقیہ کا انتظار ہے۔

(۳) جناب بہار برقی صاحب ایڈوکیٹ نے جسٹس لبراہن کمیشن کی کارروائی کے تعلق سے اپنی رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے بتایا کہ دسمبر ۱۹۹۲ء کے تیسرے ہفتہ میں قائم کئے گئے اس کمیشن میں ۱۶ سال سے زائد عرصہ کے بعد ۳۰؍جون ۲۰۰۹ء کو اپنی رپورٹ پیش کی جو ۲۷؍جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۲؍جولائی ۲۰۰۹ء کو مرکزی وزیر داخلہ نے یہ اعلان کیا کہ انہوں نے عہدیداروں کو رپورٹ کا جائزہ لینے کے احکامات جاری کردیئے ہیں، تحقیقاتی کمیشن کے قانون کی رو سے حکومت ہند اس بات کی پابند ہے کہ اندرون ۶؍ماہ وہ یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے سامنے پیش کریں اور اس کے ساتھ اس پر کیا کارروائی ہوئی اس کی بھی رپورٹ پیش کریں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کمیشن پر ۸ کروڑ سے زیادہ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

لبراہن کمیشن کی رپورٹ پر ڈاکٹر قاسم رسول الیاس اور جناب کمال فاروقی صاحب کے اظہار خیال کے بعد اجلاس نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ تقریباً سترہ سال کے طویل عرصے کے بعد لبراہن کمیشن نے اپنی رپوٹ پیش کی ہے یہ غیر معمولی تاخیر غیر ضروری تھی، مگر اب جبکہ رپورٹ پیش ہوچکی ہے عوام اس کے اخذ کردہ نتائج جاننے کے منتظر ہیں اجلاس نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد اس رپورٹ کو شائع کرے اور پارلیامنٹ میں پیش کرے اور کمیشن نے جن افراد کو بابری مسجد کی عمارت کے انہدام کے سیاہ ترین واقعہ کا ذمہ دار قرار دیا ہے ان کے خلاف حسب قانون کارروائی کرے۔

مجموعہ قوانین اسلامی کی جدید طباعت اور اس کا انگریزی ترجمہ:

کنوینر کمیٹی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے بتایا کہ مجموعہ قوانین اسلامی کے تعلق سے یہ طے کیا گیا تھا کہ اس میں شافعی، جعفری اور سلفی فقہ کے فقہی احکامات بھی حاشیہ میں درج کئے جائیں، یہ کام علی الترتیب مولانا عبدالباری ندوی صاحب (بھٹکل) مولانا ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب (لکھنؤ) اور مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب (دہلی) کے سپرد کیا گیا تھا۔ مولانا عبدالباری ندوی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ یہ کام مکمل ہوگیا ہے لیکن بورڈ کو روانہ کرنے سے پہلے شافعی علماء کرام کے اجتماع میں خواندگی کے ذریعہ اسکو قطعیت دے رہے ہیں جس کی عنقریب تکمیل ہوجائے گی۔ ڈاکٹر کلب صادق صاحب نے اطلاع دی ہے کہ کام مکمل ہوگیا ہے اور جیسے ہی دیگر فقہی مسالک کی طرف سے مواد بورڈ کو مل جائے گا وہ بھی اس وقت داخل کریں گے۔ البتہ سلفی فقہ کے بارے میں مولانا اصغر علی سلفی صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ کام کس مرحلہ میں ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے بتایا کہ مجموعہ قوانین اسلامی کے انگریزی ترجمہ کا کام سپریم کورٹ کے سابق جج جناب سید شاہ محمد قادری صاحب کررہے ہیں اس کے لئے انہوں نے مجموعہ قوانین اسلامی کا بڑی باریکی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور کئی مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں وہ الفاظ کی تبدیلی یا وضاحت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ان کی اس تجاویز کا قانونی کمیٹی نے جائزہ لیا اور تقریباً نصف تجاویز کے بارے میں یہ کمیٹی فیصلہ کرچکی ہے۔ نکاح فاسد اور نکاح باطل کے درمیان فرق کے بارے میں کمیٹی نے محسوس کیا کہ اس پر ملک کے نامور اور جید مفتیان کرام کی رائے حاصل کرنا ضروری ہے چنانچہ ایسے پچاس علماء کرام کو لکھا گیا ہے۔ جن کے جوابات ابھی موصول نہیں ہوئے ہیں، کمیٹی کوشش کرے گی کہ اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہونچایا جائے تاکہ جسٹس شاہ محمد قادری صاحب انگریزی ترجمہ کے کام کو آگے بڑھا سکیں۔ اجلاس نے کنوینر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب سے اس بات کی خواہش کی کہ وہ جتنی جلد ہوسکے اس کام کو مکمل کریں تاکہ انگریزی ترجمہ کا کام جلدی سے مکمل ہوسکے۔

جناب سید شہاب الدین صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ کسی مسلم کوڑ کا پارلیامنٹ سے منظور کرانا بہتر ہوگا جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے بتایا کہ بورڈ کا یہ واضح موقف رہا ہے کہ پارلیامنٹ سے کسی کوڑ کے منظور کروانے کا مطلب مسلم پرسنل لا میں ترمیم وتبدیلی بلکہ اس کی تنسیخ کا اختیار پارلیامنٹ کو تفویض کرنا ہوگا اسلئے کوڈ کے منظور کروانے کا شروع سے بورڈ مخالف رہا ہے۔ البتہ کوشش یہ ہوگی کہ بورڈ کے مرتبہ مجموعہ قوانین اسلامی کو حوالہ کی کتاب کے طور پر عدالتوں میں پیش کیا جائے اور عدالتیں اس کو مسلم پرسنل لا پر مستند مجموعہ کے طور پر تسلیم کریں۔ اجلاس نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بورڈ کا اکیسواں اجلاس عام:

بورڈ کے اکیسویں اجلاس عام کے مقام اور تاریخ کے بارے میں کئی اصحاب نے اظہار خیال کیا، لکھنؤ، دہلی، اورنگ آباد (مہاراشٹر) اور کیرالہ کی تجاویز پیش ہوئیں، مباحث میں مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے لکھنؤ میں اجلاس کے انعقاد کو ترجیح دی گئی صدر بورڈ نے طے فرمایا کہ اکیسواں اجلاس لکھنؤ میں فروری ۲۰۱۰ء کے اواخر یا مارچ ۲۰۱۰ء کے اوائل میں منعقد کیا جائے گا۔

اصلاح معاشرہ کمیٹی:

اصلاح معاشرہ کمیٹی کے مرکزی کنوینر حضرت مولانا سید محمد ولی

رحمانی صاحب نے تین کتابوں 'شادی مبارک' 'لڑکیوں کا قتل عام' اور خاندانی منصوبہ بندی کے انگریزی ترجموں کی صدر بورڈ کے ہاتھوں رونمائی فرمائی، اس کے علاوہ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے بتایا کہ ان کتابوں کا تامل زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے اس ترجمہ کی رونمائی بھی صدر بورڈ نے فرمائی۔ اس کی اجرائی چنئی میں ہوگی۔ مرکزی کنویز اصلاح معاشرہ نے اجلاس کو بتایا کہ اس عنوان پر مختلف کتابوں کی ترتیب اور ملک کی مختلف زبانوں میں ان کے ترجمہ کے کام کے علاوہ یہ کام جلسوں کے ذریعہ بھی مسلسل انجام پار ہا ہے، اس پر بورڈ کے ارکان میں مولانا عبداللہ مغیثی صاحب، مولانا حمید الدین عاقل حسامی صاحب، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب خاص توجہ دے رہے ہیں، آسام میں اس پر دارالقضاء کے ذریعہ کام ہورہا ہے۔ بہار میں امارت شرعیہ کے توسط سے کام چل رہا ہے مجھے احساس ہے کہ جس تندہی کے ساتھ کام ہونا چاہئے وہ نہیں ہورہا ہے، البتہ اس سے ذہن سازی ضرور ہورہی ہے اور دینی مدارس میں جو جلسے ہوتے ہیں اس میں بھی اصلاح معاشرہ کا موضوع ضرور ہوتا ہے، کیرالہ میں بھی کام ہورہا ہے ای ابوبکر صاحب اخبارات کے ذریعہ مضامین شائع کررہے ہیں۔ اور خطباء کو جمعہ کے خطبوں کی گائڈ لائنس دیتے ہیں، ملیالم زبان میں بھی چند کتابوں کی طباعت ہوئی ہے۔ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے ارکان بورڈ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ کتابیں منگوا کر تقسیم کروائیں اور جلسوں کے کام کو منظم کریں۔

دارالقضا کمیٹی:

دارالقضاء کمیٹی کے کنویز مولانا عتیق احمد بستوی صاحب اجلاس میں تشریف نہیں لاسکے اور انہوں نے کوئی رپورٹ بھی روانہ نہیں کی البتہ جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ دارالقضاء کا کام سست رفتاری سے چلتا ہوا محسوس ہوتا ہے دشواری یہ ہے کہ قضاۃ کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے اور تربیت یافتہ قضاۃ کی کمی محسوس ہوتی ہے گو کہ تربیت کا نظام دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، دارالعلوم حیدرآباد اور امارت شرعیہ میں موجود ہے۔

نائب صدر بورڈ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب نے فرمایا کہ دارالقضاء کے سلسلہ میں زیادہ مستعدی ہونی چاہئے، انہوں نے دارالعلوم وقف دیوبند میں نظام قضا کے قیام کے لئے ضروری اسباب فراہم کرنے کی پیش کش کی۔

اس موقع پر ملک میں قائم دارالقضاؤں کے درمیان باہمی ربط و تعاون کو فروغ دینے کے لئے اس کے کنویزس اور قضاۃ کے اجتماع کی تجویز امارت ملت اسلامیہ آندھراپردیش کے تحت قائم دارالقضاء کے ناظم محمد حسام الدین ثامی کی طرف سے پیش کش کی گئی اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایک خط صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری بورڈ کی خدمت میں بھیجا جس کو اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اجلاس نے ان کی اس پیش کش کو قبول کیا۔

کیرالہ کے مدعوئین جناب محی الدین صاحب، کرکٹر عبدالعزیز مولوی صاحب اور مولانا بہاء الدین ندوی صاحب نے کہا کہ کیرالہ میں بورڈ کی طرف سے دارالقضاء قائم ہونا چاہئے اور اس کے لئے کیرالہ کی تمام دینی جماعتوں اور ممتاز مذہبی شخصیتوں کے تعاون سے دارالقضاء قائم کیا جائے تو اس کو مقبولیت عامہ حاصل ہوگی۔

بابری مسجد کمیٹی:

جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ نے الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ پر زیر سماعت بابری مسجد کی حقیت کے مقدمات کے سلسلہ میں بتایا کہ ہماری جانب سے ۷رفروری ۲۰۰۹ء کو بحث ختم ہوگئی ہے جس کے بعد ۲۹رمئی ۲۰۰۹ء تک ہندوفریقین کی بحث جاری رہی ہے، گرمائی تعطیلات کے اختتام کے بعد ۶رجولائی سے ہندوفریقین کی بحث شروع ہوئی اور یہ سلسلہ جاری ہے، عدالت نے کہا ہے کہ وہ ستمبر تک اپنی بحث ختم کردیں تاکہ اکتوبر سے فیصلہ لکھنے کا کام شروع ہوجائے، جناب ظفریاب جیلانی صاحب نے کہا کہ موجودہ بنچ کے جج صاحبان کی خدمات کا جاری رہنا ضروری ہے اور کسی جج کے تبادلہ اور دوسرے جج کے تقرر سے الجھن پیدا ہوسکتی ہے اس پہلو پر بورڈ کے عہدیدار توجہ دیں انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ اس مقدمہ سے متعلق کچھ مسلیں غائب ہوگئی ہیں

جن میں بعض اہم کاغذات اور ملک کے اس وقت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کا ٹیلی گرام بھی شامل تھا اس تعلق سے جج صاحبان نے C.B.I انکوائری کا حکم صادر کیا ہے، اور یہ کارروائی ہماری درخواست پر ہورہی ہے، لیکن یہ کاغذات مل جاتے ہیں تو ہمارے موقف کو تقویت حاصل ہوگی لیکن اگر نہ ملیں تو کوئی منفی اثر ہمارے موقف پر نہیں پڑے گا کیونکہ بعض کاغذات کی نقلیں پہلے سے حکومت اتر پردیش کی جانب سے عدالت میں داخل ہوچکی ہیں اسلئے امثلہ کے غائب ہونے پر تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔

اصلاح معاشرہ کے ریاستی کنو ینز کے اجتماعات:

اصلاح معاشرہ کے ریاستی کنو ینرس کے اجتماع پر مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب اور جنرل سکریٹری صاحب نے اظہار خیال فرمایا جس کے بعد طے کیا گیا کہ یہ اجتماع پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد کیا جائے اور اس کے کنوینز مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اور مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب معاون کنوینز ہوں گے۔ اس اجتماع کے لئے ۱۵/شوال ۱۴۳۰ھ اور ۵/ذ والقعدہ ۱۴۳۰ھ کے درمیان کسی مناسب تاریخ کا تعین کیا جائے۔

خواتین کے اجتماعات:

ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب، کمال فاروقی صاحب اور نائب صدر بورڈ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب نے اظہار خیال فرمایا، جناب کمال فاروقی صاحب نے دہلی میں خواتین کے اجتماع کی ذمہ داری قبول کرنے کا پیش کش کیا، یہ بات بھی اجلاس میں آئی کہ پہلے ارکان خواتین بورڈ کے اجتماعات متعین ہوں اور ان موضوعات کے کن پہلوؤں کو پیش کیا جائے اس کا ایک واضح خاکہ بنایا جائے اور اس کے بعد ہی خواتین کے اجتماعات کا پروگرام رکھا جائے، مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب اس کام کی سرپرستی کریں گے۔

اپریل ۲۰۰۸ء تا مارچ ۲۰۰۹ء کے آمد وصرف کی پیشی اور بجٹ کی منظوری:

بورڈ کے خازن جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب نے اپریل ۲۰۰۸ء تا مارچ ۲۰۰۹ء کے آمد وصرف کا گوشوارہ پیش کیا اس کے بعد جناب خازن صاحب نے اپریل ۲۰۰۹ء تا ختم مارچ ۲۰۱۰ء کا بجٹ بھی پیش کیا اجلاس نے گوشوارہ آمد وصرف کی توثیق کی اور بجٹ کو منظور کیا۔ اجلاس نے یہ طے کیا کہ بورڈ کے بینک کھاتے کرنٹ اکاؤنٹ میں ہوں خازن صاحب نے وعدہ کیا کہ سیونگ اکاؤنٹ سے وہ کھاتوں کو کرنٹ اکاؤنٹ میں منتقل کروالیں گے۔ بجٹ و گوشوارہ پر گفتگو کرتے ہوئے ارکان بورڈ نے مختلف کمیٹیوں کی کارکردگی بڑھانے اور کارکنان دفتر بورڈ کی تنخواہوں میں اضافہ کی بات بھی کہی۔

دیگر امور باجازت صدر:

جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے ایجنڈا کے اس آئٹم کے تحت تجویز رکھی کہ بورڈ کا ایک وقیع وفد صدر بورڈ کی قیادت میں وزیر اعظم سے ملاقات کرے اور وزیر اعظم سے چند اہم امور پر مطالبہ کرے۔

(۱) جس میں ایک یہ ہو کہ جب فوج اور ایرفورس میں سکھ ہم وطنوں کو داڑھی رکھنے کی اجازت ہے تو مسلمانوں کو بھی داڑھی رکھنے کی اجازت دی جائے اور داڑھی نہ رکھنے کی جو ہدایات فوج اور ایرفورس میں ہے انہیں واپس لیا جائے۔

(۲) دوسرا مطالبہ یہ کیا جائے کہ قانون وقف کے جس مسودہ کو پیش کرنے کا اعلان مرکزی وزیر اقلیتی امور جناب سلمان خورشید صاحب نے کیا ہے پارلیامنٹ میں اس مسودہ کو پیش کرنے سے قبل اس پر مسلم پرسنل لا بورڈ کی رائے حاصل کی جائے اور اس کے لئے مسودہ بورڈ کے حوالہ کیا جائے۔

(۳) ہم جنسی کو جرم نہ قرار دینے کے بارے میں دہلی ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلہ کے خلاف حکومت ہند سخت موقف اختیار کرے اور اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اسی موقف کا اظہار کرے، یہ مطالبہ اسلئے ضروری ہے کہ مرکز کے وزراء مختلف اور متضاد خیالات کا اظہار کررہے ہیں، دہلی ہائی کورٹ میں وزرات داخلہ اور وزرات صحت کی جانب سے جو حلف نامے داخل کئے گئے ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ مرکزی حکومت ایک مضبوط موقف اختیار کرے جو دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ہو اور جس میں ہم جنسی کو دفعہ 377 قانون تعزیرات ہند

کے تحت جرم قرار دیا جائے۔ اور یہ حیثیت برقرار رکھی جائے۔ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب نے کہا کہ دہلی ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف اور دو سمتوں میں بورڈ کام کرے، ایک یہ کہ قانونی کمیٹی اس فیصلہ کا تفصیلی جائزہ لے کر سپریم کورٹ میں اپیل یا مداخلت کی تیاری کرے، اور دوسرے یہ کہ دیگر مذاہب کے نمائندوں اور پیشواؤں کے ساتھ ہم جنسی کے خلاف عوامی رائے بنائی جائے اور اس عوامی رائے کا دباؤ حکومت ہند پر ڈالا جائے اور اس کے لئے دہلی اور ملک کے دیگر اہم مقامات پر بڑے اجتماعات کا انعقاد عمل میں لایا جائے جس میں ہندو، سکھ، جین بودھ اور عیسائی نمائندوں کو اظہار خیال کے لئے مدعو کیا جائے۔ اس مہم کے نتیجہ میں جہاں ہم جنسی کے خلاف ملک کی رائے عامہ بنے گی وہیں بورڈ کے بارے میں یہ تاثر پیدا ہوگا کہ بورڈ کے صرف مسلمانوں کے مسائل ہی نہیں بلکہ عام سماجی برائیوں کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

مولانا سید سلمان الحسینی ندوی صاحب نے کہا کہ ہم جنسی ایک تمہیدی عمل ہے جس کے بعد ہماری مذہبی کتابوں کی بے قدری ہوئی پیغمبروں کی شان میں گستاخیاں ہوں گی، ہم جنسی کے خلاف دہلی میں ایک بڑا اجلاس طلب کیا جائے جس میں پنڈتوں اور سوامیوں اور دیگر مذاہب کے رہنماؤں کو بلایا جائے یہ اجتماع اتنا عظیم اور پر اثر ہو کہ حکومت اس اجتماع کی آواز کو نظر انداز نہ کر سکے۔ جناب عبدالوہاب خلجی صاحب، مولانا یسین علی عثمانی صاحب، مولانا محمد ابوالبشری صاحب (کوچین) ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب اور مولانا احمد علی قاسمی صاحب نے اظہار خیال کیا۔ طے کیا گیا کہ ہم جنسی کے جواز کا دہلی ہائی کورٹ کا فیصلہ ملک اور قوم کے لئے بدبختانہ فیصلہ ہے جس کے نتائج بڑے بھیانک ہوں گے، اخلاقی قدریں پامال ہوں گی اور خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ جائیگا، ہم جنسی ایسا گندہ فعل ہے کہ جسکو ہر مذہب نے ناپسند کیا ہے اور گناہ قرار دیا ہے اسلئے بورڈ دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف تین سمتوں میں کام کرنے کا فیصلہ کرتا ہے:

(۱) وزیر اعظم سے پرسنل لا بورڈ کے وفد اور دیگر مذہبی رہنماؤں کے ساتھ مشترکہ وفد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا جائے کہ مرکزی حکومت دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل میں سخت موقف اختیار کرے اور دفعہ 377 قانون تعزیرات ہند کی مدافعت کرے جس کے تحت ہم جنسی کا عمل جرم قرار پاتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس قانونی کمیٹی کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ جلد از جلد دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کا جائزہ لے کر اس کے خلاف اپیل کرنے یا دائر کردہ اپیل میں مداخلت کار کی حیثیت میں شریک ہونے کا جائزہ لے اور اپنے فیصلہ کے مطابق بورڈ کی جانب سے سپریم کورٹ میں رجوع ہو۔

(۳) ہم جنسی کے خلاف رائے عامہ منظم کرنے کے لئے دیگر مذاہب کے رہنماؤں کے ساتھ ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنایا جائے اور دہلی میں ایک جلسہ عام کا انتظام واہتمام کیا جائے۔

وزیر اعظم سے ملاقات کا وقت لینے اور دیگر مذاہب کے نمائندوں سے ربط قائم کر کے دہلی میں اجتماع منعقد کرنے کے سلسلہ میں مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کو کنوینر اور جناب ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب کو معاون کنوینر مقرر کیا گیا۔

(۴) وزیر اعظم سے یہ مطالبہ بھی کیا جائے کہ ملک میں ریاستی سطح پر شادی کے لازمی رجسٹریشن کے جو قوانین بن رہے ہیں اور مرکزی سطح پر جو قانون بنایا جا رہا ہے اس میں مسلمانوں کے تعلق سے یہ قانون بنایا جائے کہ جو نکاح نامہ یا تحریر قاضی یا نکاح خواں مرتب کرتے ہیں وہ قانونی دستاویز مانی جائے گی اور ان قاضیوں اور نکاح خواں حضرات پر یہ ذمہ داری عائد کی جائے کہ وہ نکاح نامہ یا اپنی تحریر کی نقل متعلقہ شادی رجسٹرار کو روانہ کرے اور ان کا ارسال رجسٹریشن کے ضابطے کی تکمیل قرار دیا جائے۔

(۵) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ مطالبات میں مرکزی مدرسہ بورڈ کے قیام کی مخالفت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا جائے کہ مرکزی حکومت ایسا کوئی بورڈ تشکیل نہ دے اور دینی مدارس کے معاملات میں کوئی مداخلت نہ کرے مولانا نے مزید یہ تجویز رکھی کہ قانون حقوق مسلم مطلقہ کے تحت جو خلاف شریعت فیصلے ہو رہے ہیں ان کے سلسلہ کو ختم کرنے

کے لئے اس قانون میں مناسب ترمیم کا مطالبہ بھی کیا جائے کیونکہ یہ قانون شاہ بانو کیس کے خلاف بورڈ کی مہم کے نتیجہ میں بنایا گیا تھا اور اس کا مقصد شرعی موقف کو بحال کرنا تھا۔ عدالت کے فیصلہ سے اس قانون کا مقصد فوت ہوگیا ہے اس کو بحال کرنے کے لئے ترمیم ضروری ہے۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے فرمایا کہ مرکزی مدرسہ بورڈ کے قیام کے بارے میں مرکزی وزیر انسانی وسائل جناب کپل سبل صاحب بھی پر جوش ہیں ان سے ملاقات کر کے بورڈ کے نقطہ نظر سے ان کو بھی واقف کرایا جائے۔

(۲) داڑھی اور برقعہ پر جسٹس مارکنڈے کاٹجو کے ریمارک کے متعلق اقدامات سے واقف کراتے ہوئے مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے بتایا کہ وہ کانگریس کے جنرل سکریٹری دگ وجے سنگھ، مولانا مفتی اعجاز ارشد، جناب محمود پراچہ ایڈوکیٹ کے ہمراہ وزیر اعظم اور نئے وزیر قانون سری وی رپا موئیلی سے ملاقات کی اور داڑھی کے مسئلہ پر جسٹس مارکنڈے کاٹجو کے تبصرے پر اظہار غم وغصہ کیا اور بتایا کہ داڑھی کو دہشت گردی کی علامت قرار دینا انتہائی نامناسب ہے اور جس طرح سکھ بھائیوں کے داڑھی رکھنے پر کسی کو اعتراض نہیں وہی موقف مسلمانوں کے داڑھی رکھنے پر اختیار کرنا چاہئے، بہر حال ۶ رجولائی کو جسٹس مارکنڈے کاٹجو جسٹس رویندرن نے داڑھی سے متعلقہ کیس کی نظر ثانی کی، فائل پر جسٹس کاٹجو نے تحریری طور پر معافی چاہی ساتھ ہی ۳۰ رمارچ کے فیصلہ کو بھی واپس لے لیا، اور سپریم کورٹ سے درخواست کی کہ اس مقدمہ کی سماعت کیلئے دوسرا بنچ بنایا جائے جو دوسرے دن اخبارات میں شائع ہوئی۔ جسٹس کاٹجو صاحب کا یہ عمل عدلیہ کی تاریخ میں ایک مثال بن گیا ہے، جسٹس کاٹجو نے اپنے ریمارکس پر معافی چاہ کر اپنی حق پرستی کا ثبوت دیا ہے۔ اجلاس عاملہ نے جسٹس کاٹجو کی تحسین کی اور اسے عدلیہ کے وقار میں اضافہ کا ذریعہ قرار دیا۔

شرکاء اجلاس:

اراکین عاملہ

۱- حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب صدر بورڈ لکھنؤ
۲- حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب نائب صدر بورڈ دیوبند
۳- حضرت مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف صاحب // امبیڈکرنگر
۴- حضرت مولانا کاکا سعید احمد عمر صاحب // عمر آباد
۵۔ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب۔ جنرل سکریٹری بورڈ پٹنہ
۶- حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ مونگیر
۷- جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب // حیدرآباد
۸۔ جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب // تھانے
۹- جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن بورڈ دہلی
۱۰- مولانا احمد علی قاسمی صاحب //
۱۱- مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب //
۱۲- ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب //
۱۳- جناب محمد جعفر صاحب //
۱۴- جناب سید شہاب الدین صاحب //
۱۵- مفتی محمد اشرف علی صاحب بنگلور
۱۶- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب حیدرآباد
۱۷- مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی صاحب کولکاتا
۱۸- مولانا سید سلمان الحسینی ندوی صاحب لکھنؤ
۱۹- جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ //
۲۰- مولانا یسین علی عثمانی صاحب بدایوں
۲۱- مولانا عبداللہ مغیثی صاحب میرٹھ
۲۲۔ جناب اسدالدین اویسی صاحب حیدرآباد
۲۳- مولانا عبدالعلیم قاسمی صاحب بھٹکل

مدعوئین کرام

۱- جناب کمال فاروقی صاحب دہلی
۲- جناب کے اے صدیق حسن صاحب //
۳- جناب بہارالدین برقی ایڈوکیٹ صاحب //
۴- جناب حارث ٹی کے صاحب کیرالا

۵- مولانا عمید الزماں کیرانوی صاحب	دہلی
۶- مولانا سلیمان سکندر صاحب	حیدرآباد
۷- جناب محمد رحیم الدین انصاری صاحب	//
۸- جناب ملک محمد ہاشم صاحب	چنئی
۹- مولانا سید مصطفیٰ رفاعی ندوی صاحب	بنگلور
۱۰- جناب سراج ابراہیم سیٹھ صاحب	//
۱۱- جناب اے محمد اشرف صاحب	چنئی
۱۲- پروفیسر ایم ایچ جواہر اللہ صاحب	//
۱۳- مولانا محمد ایوب رحمانی صاحب	گڑیاتم
۱۴- مولانا محمد ولی اللہ رشادی صاحب	وانم باڑی
۱۵- مفتی ذکاء اللہ شبلی صاحب	اندور
۱۶- جناب منیر احمد خاں صاحب	//
۱۷- مولانا سعود عالم قاسمی صاحب	علیگڑھ
۱۸- مولانا آس محمد گلزار قاسمی صاحب	میرٹھ
۱۹- مفتی احمد دیولا صاحب	بھروچ
۲۰- مولانا مستقیم احسن اعظمی صاحب	ممبئی
۲۱- مولانا محمد الیاس ندوی صاحب	بھٹکل
۲۲- جناب الحاج ابوبکر سیٹھ صاحب	میسور
۲۳- مولانا سید محمد تنویر ہاشمی صاحب	بیجاپور
۲۴- مولانا سید شاہ مصطفیٰ حسین بخاری صاحب	کڈپا
۲۵- جناب ای ابوبکر صاحب	کوزی کوڈ
۲۶- ایم پی عبدالصمد صمدانی صاحب	مالاپورم
۲۷- مولانا عبدالشکور قاسمی صاحب	روکہ چھیرا
۲۸- ڈاکٹر پی کے حسین مدوور صاحب	کوزی کوڈ
۲۹- مولانا سید واضح رشید ندوی صاحب	لکھنؤ
۳۰- مولانا محمود حسن حسنی ندوی صاحب	//
۳۱- جناب شاہد حسین خان صاحب	//
۳۲- حاجی عبدالرزاق صاحب	لکھنؤ
۳۳- جناب سلمان صدیقی صاحب	حیدرآباد
۳۴- مولانا نعمان بدر قاسمی ندوی صاحب	//
۳۵- جناب سید محمد بیری صاحب	بنگلور
۳۶- مولانا دلشاد احمد قاسمی صاحب	دیوبند
۳۷- مولانا محمد ابراہیم خضر ہاشم صاحب	چنئی
۳۸- جناب بلال اے شیخ صاحب	تھانے
۳۹- جناب یار محمد قاسمی صاحب	//
۴۰- مولانا رضوان احمد ندوی صاحب	پٹنہ
۴۱- مولانا مشتاق احمد ندوی صاحب	//
۴۲- مولانا سید عبدالواحد ندوی صاحب	پٹنہ
۴۳- مولانا اختر امام عادل صاحب	سمستی پور
۴۴- مولانا ایم عبیداللہ ابوبکر ندوی صاحب	اڑپی
۴۵- ایڈوکیٹ اسماعیل وفا صاحب	آندھراپردیش
۴۶- مولانا وقارالدین لطیفی ندوی صاحب	دہلی
۴۷- محمد صادق علی شہاب تھنگل صاحب	کالی کٹ
۴۸- ڈاکٹر پی اے ابراہیم حاجی صاحب	کوزی کوڈ
۴۹- جناب کے احمد کٹی صاحب	//
۵۰- جناب عارف علی ٹی صاحب	//
۵۱- ڈاکٹر بہاء الدین ندوی صاحب	تیرورنگاڈی
۵۲- جناب ٹی کے پروفیسر کٹی صاحب	//
۵۳- مولانا محمد نعمان جعفری ندوی صاحب	کنور
۵۴- جناب پی کے ابراہیم صاحب	کوچی
۵۵- جناب پی ایم عبدالسلام ایم ایل اے	کیرالہ
۵۶- جناب امین عثمانی صاحب	دہلی

مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیاں

(مختصر رپورٹ)

محمد وقار الدین لطیفی ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کالی کٹ (کیرالا) کے بعد سے اب تک مرکزی دفتر بورڈ کی سرگرمیوں پر مشتمل مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے:

۱۲؍جولائی ۲۰۰۹ء کی مجلس عاملہ کیرالا کے بعد اس کی کارروائی بورڈ کے جملہ ارکان کی خدمت میں ۲۴؍جولائی ۲۰۰۹ء کو بھیجی گئی، اس اجلاس کی روئداد کا اختصار الگ سے اس شمارہ میں شامل ہے اس عاملہ میں صدر بورڈ محترم نے ایک فکر انگیز خطبہ صدارت پیش فرمایا جو افادۂ عام کی غرض سے علیحدہ سے اس شمارہ میں شامل ہے۔ ۳۰؍جولائی ۲۰۰۹ء کو ان ارکان بورڈ کی خدمت میں جن کے ذمہ بورڈ کی فیس رکنیت باقی ہے ادائیگی کے لئے خازن بورڈ محترم کی طرف سے یاد دہانی کا خط بھیجا گیا، اسی طرح ۲۴؍اگست ۲۰۰۹ کو حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ کی طرف سے تمام ارکان کی خدمت میں ماہ رمضان مبارک کے تعلق سے ایک اہم خط بھیجا گیا، خط کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے اسے بھی ''ماہ صیام مبارک ہو'' کے عنوان سے اس میں علیحدہ سے شامل کیا گیا ہے

تفہیم شریعت:

تفہیم شریعت کمیٹی کے کل ہند کنوینر کی تبدیلی کے بعد نئے کل ہند کنوینر کی سرپرستی اور کمیٹی کے دہلی اسٹیٹ کے کنوینر جناب ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس صاحب کی نگرانی میں باقاعدہ اس کمیٹی کے تحت مؤرخہ ۱۸؍جولائی ۲۰۰۹ء بمقام صدر دفتر بورڈ دہلی میں پروگرام کا از سر نو آغاز کیا گیا جو کافی عرصہ سے بند تھا اور یہ پروگرام ''اسلام میں طلاق وتفریق اور اسکی قانونی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے عنوان پر کل ہند کنوینر کمیٹی حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور لوور کورٹس کے وکلاء اور علماء وفقہاء کے ایک مخصوص مجمع سے انتہائی فکر انگیز خطاب کے ذریعہ آغاز فرمایا، جس کے بعد وکلاء نے اس موضوع پر سوالات بھی پیش کئے جن کا مفصل اور مدلل جواب حضرت مولانا نے دیا اور پوری طرح سے وکلاء کو مطمئن کیا۔

مولانا کے خطاب اور وکلاء کے سوالوں کے جواب کے بعد حلقہ دہلی کے کنوینر ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب نے بتایا کہ اب پابندی کے ساتھ ہر دوسرے مہینے یہ پروگرام ہوا کرے گا۔ اور اگلا پروگرام انشاء اللہ ''اسلام میں گود لینے کے مسئلہ'' پر ہوگا۔

لیگل سیل:

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے لیگل سیل کے کنوینر جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب سینئر ایڈوکیٹ نے جناب بہار برقی صاحب ایڈوکیٹ اور جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ساتھ ۱۹؍اگست ۲۰۰۹ء کو منعقدہ ایک نشست میں ہم جنسی کے بارے میں دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کا جائزہ لیا گیا اس جائزہ میں یہ محسوس ہوا کہ دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ میں خود ایک اہم تضاد موجود ہے اس رٹ میں درخواست گذار ناز فاؤنڈیشن نے اور ہائی کورٹ نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ ہم جنسی کے فعل میں مبتلا لوگ (HIV) ایڈس جیسے خطرناک مرض میں مبتلا ہوا کرتے ہیں اور درخواست گذار ناز فاؤنڈیشن کا استدلال یہ ہے کہ قانون تعزیرات کی دفعہ ۳۷۷ کے پیش نظر یہ لوگ اس خطرناک مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود علاج کے لئے آگے نہیں آتے کیونکہ ان کو یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ دفعہ ۳۷۷ کے تحت یہ مجرم قرار پائیں گے جس میں انہیں قید

کی سزا ہوسکتی ہے اور یہ قید کی سزا ساری عمر کے لئے بھی ہوسکتی ہے اگر دفعہ ۳۷۷ ہٹادی جائے تو ہم جنسی کی وجہ سے ایڈس میں مبتلا افراد بلا خوف علاج کے لئے سامنے آسکتے ہیں، ہائی کورٹ نے بھی اس استدلال کو تسلیم کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہم جنسی کا فعل ایڈس کے مرض کا باعث بنتا ہے اور اس طرح یہ فعل انسانی صحت کے لئے مضر ہے اور دستور ہند ایک شہری کو جو حقوق شخصی آزادی کے عطا کرتا ہے اسمیں صحت جسمانی کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اس جائزہ میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ امریکہ اور مغرب میں جو تہذیب و تمدن ہے اس میں اخلاقی اقدار اپنی اہمیت و معنویت کھو چکے ہیں اور ایسی تہذیب و تمدن میں مروج کسی نقطہ نظر یا نظریے کو ہم اپنے ملک میں جوں کا توں قبول نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارے ملک کی تہذیب و تمدن میں زمانہ قدیم سے اخلاقی قدروں کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور ہم جنسی کا فعل ملک کے شہریوں کے مزاج ان کے اخلاقی قدروں اور ان کے مذہبی اعتقادات کے خلاف ہے ایک ہندوستانی چاہے وہ ہندو ہو کہ مسلمان، سکھ ہو کہ عیسائی ہم جنسی کے فعل سے سخت نفرت کرتا ہے اور اس بنیاد پر ہم جنسی میں مبتلا افراد کو سماج میں مقام نہیں دیا جاتا۔ دفعہ ۳۷۷ اگر رد کردیا جاتا ہے تب بھی ہم جنسی میں مبتلا افراد ہمارے سماج میں عزت و وقار کے مقام سے محروم رہیں گے اور انہیں ہمیشہ حقارت سے دیکھا جائیگا۔

اس نشست میں دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ میں جن نظائر کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا بھی جائزہ لیا گیا اور یہ محسوس کیا گیا کہ دستور کی فعات ۱۴، ۱۵، ۱۹ اور ۲۱ کی صحیح تعبیر نہیں کی گئی ہے چنانچہ یہ طے پایا کہ ان نکات اور دیگر نکات کی بنیاد پر دہلی ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کیا جائے جس کا فیصلہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ نے کالی کٹ میں منعقدہ ۱۲/ جولائی ۲۰۰۹ء میں کیا ہے۔

اس سلسلہ میں اس پہلو پر بھی غور کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اپنے طور پر سپریم کورٹ میں رجوع ہو یا سپریم کورٹ میں جو اپیلیں داخل ہوچکی ہیں ان میں مداخلت کی درخواست دے اس سلسلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد نشست میں طے کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مداخلت (Intervention) کی درخواست نہ دے بلکہ خود اپنے طور پر اپیل فائل کرے۔

قبل ازیں حیدرآباد میں جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب نے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی رکن بورڈ اور جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ کے ساتھ اسی موضوع پر مؤرخہ ۲۸/ جولائی ۲۰۰۹ء کو ایک نشست کی تھی جسمیں مشہور معالج نفسیات ڈاکٹر ایم مجید خان صاحب سے گفتگو کی گئی تھی اس کے بعد ۱۰/ اگست ۲۰۰۹ء کو محمد عبدالرحیم قریشی صاحب اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے چند ڈاکٹروں سے تبادلہ خیال کیا جن میں میسکو (Mesco Hyd.) کے ذمہ داران ڈاکٹر فخر الدین محمد اور ڈاکٹر افتخار الدین صاحبان شامل تھے اس نشست میں کویت میں مقیم ڈاکٹر خواجہ شریف الدین صاحب بھی شریک تھے جنہوں نے فن طب کے نقطہ نظر سے ہم جنسیت کے خلاف اہم معلومات فراہم کیں انگلینڈ کے ماہر معالج نفسیات ڈاکٹر جعفر حسین قریشی صاحب بھی اس سلسلہ میں قابل قدر تعاون کررہے ہیں۔

وفیات:

جولائی کے مہینہ بورڈ کے اہم و معزز رکن تاسیسی جناب ڈاکٹر سید عبدالمنان صاحب (حیدرآباد) اور جناب محمد علی شہاب تھنگل صاحب کیرالا ہم سے جدا ہوگئے۔

ارکان بورڈ کے علاوہ شاہی جامع مسجد دہلی کے سابق امام و خطیب مولانا سید عبداللہ بخاری (دہلی) اور مولانا حبیب ریحان خان ازہری ندوی بھوپالی صاحب (بھوپال) بھی ادھر ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

دیگر:

بورڈ کا ایک مؤقر وفد وزیر اعظم سے چند اہم ایشوز پر ۱۵/ ستمبر ۲۰۰۹ء کی شام ۵/ بجے ملے گا انشاءاللہ اسکی رپورٹ میمورنڈم و تفصیل آئندہ شمارہ میں دی جائے گی۔

خطبۂ صدارت

مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بمقام کالی کٹ (کیرالہ) منعقدہ ۱۸/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲/جولائی ۲۰۰۹ء

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين محمد و على آله و صحبه أجمعين- اما بعد

محترم رفقاء گرامی! آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا یہ اجتماع صوبہ کیرالہ میں منعقد کیا جانے والا بورڈ کا پہلا اجلاس ہے، وہاں کے فرزندان ملت کی طرف سے کئی سال سے بورڈ کے اجتماع عام کے منعقد کرنے کی تجویز آرہی تھی، چنانچہ کئی سال قبل یہاں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا اجلاس عام رکھنے کا ارادہ بھی کرلیا گیا تھا جو بعض دشواریوں کی بناء پر مؤخر کردیا گیا تھا، اب رائے یہ ہوئی کہ اولاً بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجتماع رکھا جائے اور بورڈ کے اجلاس عام کے سلسلہ میں اسی موقع پر تاریخ اور مقام طے کرلیا جائے، اسی کے مطابق مجلس عاملہ کا یہ جلسہ کالی کٹ میں جو کیرالہ کا اہم شہر ہے منعقد ہورہا ہے۔

حضرات! بورڈ نے جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے کہ اسکو اس سیکولر ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے کے ان کے حق کو قائم رکھنے اور اس کے تحت احکام الٰہیہ پر عمل کرانے کی فکر رکھنا ہے اور اس سلسلہ میں کسی طرح کی رکاوٹ آتی ہو تو اس کو دور کرنے کی تدبیر اختیار کرنا ہے، اس بورڈ میں ملت اسلامیہ کے مختلف مسلکوں اور جماعتوں کی نمائندگی ہے، یہ نمائندگان کرام امت کے متفقہ مسائل میں حسب ضرورت بہ تقاضائے وقت غور وفکر کرتے ہیں اور اسلامی اصول و ہدایات کے مطابق جو کوشش ہوسکتی ہے اختلافی مسائل سے بچتے ہوئے انجام دیتے ہیں، اس سلسلے میں اگر کوئی اختلاف رائے ہوتا ہے تو وہ الحمدللہ نزاع کا باعث نہیں بنتا اور ادائیگی عمل میں حارج نہیں ہوتا۔

امت کے کارگذاروں کے درمیان کسی مسئلہ پر کبھی کبھی اختلاف ہوجانا فطری وقدرتی بات ہے لیکن عمل میں اخلاص اور مقصدیت ہونے کی وجہ سے اختلاف ایسی شدت تک نہیں پہنچتا کہ جس سے باہمی ربط کو نقصان پہنچے، مقصد عمل متاثر ہو اور اجتماعیت اور اتحاد میں رخنہ پڑے، الحمد للہ بورڈ مقصدیت کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے، بورڈ کے ارکان اپنی اجتماعیت کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور اس کی برکت سے ہمارا بورڈ مثبت طریقے سے اور باہمی تعاون کے ساتھ کام کررہا ہے، ہم کو اپنے اس جذبہ اور تعاون کو بہرصورت برقرار رکھنا ہے۔

حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس میں عبادت کے چند متعینہ رسوم کے انجام دے لینے سے معاملہ ختم ہوجاتا ہو، وہ عبادت کے اعمال کے ساتھ زندگی کے دیگر اعمال کے لئے بھی متعینہ احکام رکھتا ہے اور اپنے ماننے والوں کی پوری زندگی کو احکام الٰہی کا پابند بناتا ہے، اسی طرح اس کا دائرہ احکام وسیع ہے اور دیگر مذاہب کے مذہبی دائرہ سے مختلف ہے، اس میں زندگی کے تمام احوال و معاملات کو درست رکھنے کے لئے احکام دئے گئے ہیں، اسلام کے ماننے والوں کے لئے ان سب کی پابندی ان کے خالق ومالک اللہ رب العالمین کی طرف سے ضروری قرار دی گئی ہے، چونکہ یہ احکام پروردگار عالم کی طرف سے آئے ہیں اس لئے ان میں کسی انسانی تصرف، تغیر اور تبدیلی کی گنجائش نہیں، یہ احکام عقیدہ توحید کے سلسلہ کے ہوں یا عبادات سے متعلق ہوں، اخلاقیات سے تعلق رکھتے ہوں یا آپسی معاملات سے، انفرادی زندگی کے ہوں یا عائلی زندگی کے یا اجتماعی سماجی معاملات کے ہوں، شریعت اسلامی سب کے معاملہ میں رہنمائی کرتی ہے اور ان پر عمل کرنے نہ کرنے پر آخرت کی زندگی میں ملنے والی جزاء سزا کا حوالہ دیتی ہے اور ذمہ داران امت کو ان احکام پر عمل کرانے کی تلقین بھی کرتی ہے، شخصی دائرہ کے معاملات کو نصیحت کے ذریعہ سے، اور اجتماعی وسماجی معاملات کو قوت حاکمہ کے ذریعہ اجراء کرائی

جاتی ہے اور جہاں مسلمانوں کو قوت حاکمہ حاصل نہیں وہاں ان کو اپنی اجتماعی وحدت کو اختیار کر کے اثر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہمارے اسلامی نظام کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے زیر اقتدار یا زیر اثر اگر غیر مسلموں کی بھی آبادی ہو تو اس بات کی اجازت نہیں کہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو بھی اسلامی شرعی احکام کا پابند بنانے کے لئے جبر کیا جائے، اس کو حکم ہے "لآاکراہ في الدین" مذہب اختیار کرنے ہر کسی پر جبر نہیں کرنا ہے، اسی طرح اسلامی احکام پر عمل اور اس کی تعلیمات کا اجراء صرف اسلام کے ماننے والوں کے لئے رکھا گیا ہے، اور انہی کے لئے ایسا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ان کے معاملات عقیدہ وعبادت کے ہوں، اخلاق و معاملات کے ہوں، انفرادی دائرہ کے ہوں یا اجتماعی دائرہ کے ہوں، مالی معاملات ہوں یا خاندانی تعلقات کے ہوں ان سب میں ان کے لئے احکام الٰہی کی پابندی ضروری ہے، مسلمان کسی بھی ملک میں ہوں وہ ملک اسلامی ہو یا غیر اسلامی، سیکولر ہو یا غیر سیکولر ان کو اپنے اسلامی احکام پر بہر حال عمل کرنا ہے اور اقتدار اگر غیر اسلامی ہے تو ان کو حکومت وقت سے مطالبہ کرنا ہے کہ ان کو اپنے مذہبی احکام پر عمل کرنے کا پورا حق دے اور کوئی مداخلت نہ کرے جیسے کہ اسلامی اقتدار میں غیر مسلم قوموں کے مذہبی امور میں مداخلت کا حق مسلمانوں کو نہیں دیا گیا ہے اور مسلم ملکوں میں برابر اس پر عمل ہوتا رہا ہے اور جب ملک کا دستور سیکولر ہو تو حکومت وقت کی یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ وہ کسی کے مذہب کے معاملہ میں روک ٹوک یا مداخلت نہ کرے، اسی بات کی دیکھ بھال اور حسب ضرورت کوشش کرنے کے لئے مسلمانوں کی یہ نمائندہ جماعت بنائی گئی جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام سے شریعت کے بقاء واجراء کے لئے کام کرنے کے لئے کوشاں ہوئی اور الحمد للہ اپنے اس کام میں کامیابی بھی حاصل کرتی رہی ہے، اس میں ملت کی پوری نمائندگی ہے اور اسی طرح حکومت اور اکثریت کی نگاہ میں اس کا ایک وزن ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اپنے اتفاق اور وحدت کے ساتھ کام کرتا ہے، اختلافی مسائل سے اپنے کو الگ رکھتا ہے، یہ اختلافات مسلکی ہوں یا جماعتی ہوں، مسلکوں اور جماعتوں کے مخصوص نقطہائے نظر کے سلسلہ میں ان کے مسلکوں کی ہی ذمہ داری سمجھتا ہے، بورڈ صرف متفقہ ومشترکہ معاملات تک اپنی کوشش کو منحصر رکھتا ہے، یہ مشترکہ ومتحدہ معاملات شریعت کے وہ احکام ہیں جن پر سارے مسلمانوں کو عمل کرنا ہے اس طرح ان معاملات پر عمل کو جاری رکھنے اور قائم کرنے کے سلسلہ میں باہر سے کوئی خطرہ ہو تو اس خطرہ کو دور کرنے کی فکر کرتا ہے اور خود مسلمانوں میں جو کوتاہی ہو تو ان کو شرعی احکام پر عمل کرانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرتا ہے اور ان کو شرعی احکام پر عمل کرنے میں کوتاہی اور خلاف ورزی سے باز رہنے کی تلقین کرنے کے لئے وہ تحریری وتقریری ذرائع اختیار کرتا ہے اور اگر ملت کے افراد کے درمیان آپسی سطح پر نزاعی معاملات اٹھتے ہیں تو ان کے حل کے لئے بھی کمیٹی قائم کی ہے جو نزاعات کو حل کرنے کے لئے دارالقضاء قائم کرنے اور مسلمانوں کو اپنے جھگڑے ان کے ذریعہ حل کرنے کی تلقین کرتی ہے اور دارالقضاء کے قیام کا انتظام کرتی ہے۔

اسی طرح ملک کے قانون دانوں اور عدالتی نظام سے تعلق رکھنے والوں کو شرعی احکام سے باخبر کرنے کے لئے تاکہ مسلمانوں کے نزاعات جو ان تک پہنچیں ان میں وہ اپنے فیصلوں میں اسلامی شریعت کی رعایت کر سکیں تفہیم شریعت کمیٹی کے نام سے بھی کمیٹی ہے، ان سب معاملات میں ماہر قانون دانوں اور مؤقر علماء شریعت کے مشترکہ غور وتوجہ کی مدد سے عملی قدم اٹھاتا ہے۔ پھر خود مسلمانوں کو شریعت الٰہی کی پابندی کرانے کے لئے اصلاح معاشرہ کی تلقین کے وسیع انتظام اور باہمی نزاعات کے حل کے لئے درالقضاؤں کے قیام کی فکر کرنی ہوتی ہے۔

اس طرح بورڈ نے شریعت اسلامیہ کی نصرت کی دوطرفہ ذمہ داری لی ہے، ایک ذمہ داری اسلامی شریعت کو غیروں کی طرف سے خطرہ پیش آنے کی صورت میں بچانا ہے اس کے لئے جو قابل عمل وسائل کورٹ سے تعلق رکھنے والے ہیں یا قانون ساز ادارہ سے تعلق رکھتے ہوں ان کو اختیار کرنا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی نصرت کا دوسرا پہلو خود مسلمانوں میں شریعت اسلامی پر عمل کرنے میں جو کوتاہیاں ہیں ان کو روکنا ہے، یہ کوتاہیاں ان کے اخلاق میں بگاڑ اور معاملات میں غیر اسلامی طریقوں کا آجانا ہے جو رب العالمین کو ناراض کرنے والی ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان پر غضب الٰہی کے

نازل ہونے کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے، خاص طور پر اس ملک میں جو مسلم اور غیر مسلم مخلوط آبادی پر مشتمل ہے غیر مسلموں کی مختلف خرابیاں مسلمانوں میں بھی منتقل ہوتی جارہی ہیں، مالی معاملات میں حرام وحلال کی فکر نہ کرنا، خاص طور پر سودی کاروبار کی صورت میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے جبکہ یہ ایسا جرم ہے جس پر اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اعلان جنگ کیا ہے، عقد نکاح کے موقع پر لڑکی والوں پر دباؤ ڈالنا بھی افسوسناک عمل ہے، اسلئے کہ جو مال دباؤ ڈال کر حاصل کیا جائے وہ مال مال حرام کی برائی کا درجہ رکھتا ہے، اوراسی طرح نکاح کے سلسلہ میں مذہب کی قیدو بندش کی پرواہ نہ کرنا ہے یہ بھی دینی اعتبار سے بڑا جرم ہے، افسوس ہے کہ یہ سب باتیں وہ ہیں جن کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے، ناجائز تعلقات یا ناجائز معاملات، اور عقیدہ میں بگاڑ، فکر میں انحراف، یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے ایمان پر اثر پڑتا ہے، اور معاشرہ بری طرح متاثر ہوتا ہے، اسی کی اصلاح کے لئے بورڈ نے اصلاح معاشرہ کا شعبہ قائم کیا ہے اس کے کام کو زیادہ سے زیادہ مؤثر اور کارگر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان زیادہ سے زیادہ اپنے دامن کو پاک صاف رکھ سکیں، اس کے ساتھ ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مابین معاملات اور مالی نزاع کی صورت میں مقدمہ بازی کی نوبت آتی رہی ہے، تو ایسی صورت میں قرآن وحدیث سے حکم کو معلوم کرکے اس پر عمل کرنے کے بجائے غیر مسلموں سے اور قرآن وحدیث سے ناواقف لوگوں سے مدد لی جاتی ہے، قرآن مجید میں یہ طرز عمل اختیار کرنے والوں کو سخت آگاہی دی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے (**فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی أنفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما**) قرآن وحدیث کے عالموں کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ حاصل کرنے کے مسئلے کو آسان بنانے کے لئے ہی بورڈ نے دارالقضاء کے قیام کا سلسلہ چلایا ہے مسلمانوں کو پہلے انہی سے رجوع کرنا چاہئے تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری ہو ورنہ ایمان اور اسلام کی خلاف ورزی قرار پائے گی، ایک اہم اور خطرناک بات یہ سامنے آرہی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو مخلوط تعلیم میں بے تکلف ڈالا جانا ہے اسکی وجہ سے حرام تعلقات کی صورتیں پیدا ہورہی ہیں اور افسوسناک بلکہ دردناک واقعات سامنے آرہے ہیں جس کی خرابیوں کو روکنے کے لئے کوشش کرنے کی شدید ضرورت ہے یہ وہ باتیں ہیں جو بورڈ کے ارکان اور اسکے معاونین کو اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے اور جو کوشش ہوسکتی ہو کرنا چاہئے ورنہ یہ امت مسلمہ کہنے کے باوجود یہ امت مسلمہ نہیں رہے گی اور اسکے لئے اللہ رب العزت کے یہاں ہم سب سے سوال ہوگا اللہ تعالی ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریاں صحیح طور سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرات! ہم کو بورڈ کی اہمیت اور اس کے آپسی تعاون و موافقت کی اہمیت کو بھی برابر اپنی توجہ وفکر میں رکھنا ہے تاکہ بورڈ کی اجتماعیت جو کہ اس کی بڑی طاقت ہے برقرار رہے، کام کرنے والوں میں کسی کسی وقت کسی کسی معاملہ میں اگر کوئی کمی کمزوری محسوس ہو تو اس کو انفرادی سطح پر دور کرنا ہے تاکہ ملت کے اتحاد کی بنیاد کو نقصان نہ پہنچنے دیا جائے، اس طرح یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بنیادی معاملات کے سلسلہ میں اگر کوئی نئی نقصان رساں بات اچانک سامنے آجاتی ہے تو جب تک اس کا مالہ وماعلیہ اچھی طرح واضح نہیں ہوا اس پر تبصرہ کرنے اور بیان دینے میں اگر بورڈ کے ذمہ داروں سے کچھ تاخیر ہو تو اس کو نامناسب نہ سمجھا جائے کیونکہ بورڈ کے ذمہ داروں کی طرف سے بیان دینے سے پہلے معاملہ کو پوری طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہوتی ہے، اور کچھ تاخیر ہونا عیب کی بات نہیں اس کو کوتاہی نہیں قرار دینا چاہئے۔

حضرات! میں نے ضروری سمجھ کر یہ چند باتیں عرض کرکے آپ کی جو سمع خراشی کی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، امید ہے کہ میں نے کوئی بے جا بات نہیں کہی، آپ سب کا میں خیر مقدم کرتا ہوں اور عاملہ کی اس نشست سے اچھے ارادوں اور فیصلوں کی امید کرتا ہوں۔

آخر میں ہم اپنے رفقاء کے تعاون کے ساتھ اہل کیرالہ کے خصوصیت سے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے ہمیں مدعو کیا اور اپنے یہاں اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کیا، اس کے لئے ہم انہیں مبارکباد بھی دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ مجلس عاملہ کا یہ جلسہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔

❁ ❁ ❁

ہم جنسی کا نکاح ــــ اسلامی نقطۂ نظر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
(رکن عاملہ بورڈ، حیدر آباد)

اسلام کا تصور یہ ہے کہ مرد اور عورت ہی ایک دوسرے کیلئے جنسی ضرورت کی تکمیل کا ذریعہ بن سکتی ہیں؛ اس لئے قرآن نے صاف کہا ہے کہ اسلام نے مرد کا جوڑا عورت کو بنایا ہے: ''وخلق منها زوجها'' (النساء:۱) یہی گویا انسانی فطرت ہے اور انسانی فطرت میں کسی تبدیلی کو قرآن شیطانی عمل قرار دیتا ہے: ''ولا مرنهم فليغيرن خلق الله'' (البقرہ:۱۱۹) جسمانی طور پر بھی دیکھا جائے تو مردوں اور عورتوں کی ساخت ایسی رکھی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی ضرورت پوری کر سکیں؛ اسی لئے مہذب انسانی سماج میں ہمیشہ سے یہی جنسی نظام قائم رہا ہے۔

عقلی اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو دو باتیں بالکل واضح ہیں، ایک یہ کہ جسم انسانی میں بعض منافذ جسم کے لئے مطلوبہ اشیاء اندر پہنچانے کے لئے ہیں اور اسی لحاظ سے ان منافذ میں وسعت بھی رکھی گئی ہے اور بعض منافذ اندرونی فضلات کو باہر نکالنے کے لئے ہیں، پیشاب اور پاخانہ کا راستہ ایسے ہی منافذ میں ہے؛ اس لئے ان کے ذریعے کسی شئے کا ادخال کھلے طور پر فطرت سے بغاوت ہے، اسی طرح ایک عورت صنفی اعضاء جنسی تقاضوں کی تکمیل کے لئے جس چیز کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، ظاہر ہے کوئی عورت اس کو پورا نہیں کر سکتی، اس کی تکمیل مردانہ عضو سے ہی ہو سکتی ہے، اس لئے مرد کے ساتھ عورت کا جوڑا فطرت کی آواز ہے۔

دوسرے انسان کے جسم کے کسی بھی عضو کی تخلیق کا اصل مقصد کسی خاص ضرورت کو پوری کرنا ہے، محض لذت اندوزی نہیں، لذت اندوزی کی حیثیت ضمنی ہوتی ہے، انسان کی جنسی صلاحیت کا بھی اصل مقصد افزائش نسل ہے اور ظاہر ہے کہ ہم جنسی پر مبنی ازدواج سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا؛ اسی لئے قرآن نے مرد و عورت کے ازدواجی تعلق کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے: ''وبث منهما رجالاً كثيراً ونساءً'' (النساء:۱) یعنی اس کے ذریعہ خدا نے کائنات میں بے شمار مردوں اور عورتوں کو وجود بخشا ہے، غرض کہ اسلام اُصولی طور پر انسان کو قانونِ فطرت کا پابند رکھنا چاہتا ہے اور ہم جنسی کا تعلق خدا کی بنائی ہوئی فطرت سے بغاوت ہے۔

اب ذیل میں اس عمل کو حرام قرار دینے والی آیات و احادیث کا ذکر کیا جا رہا ہے، نیز اس کی ممانعت اور اس پر کی جانے والی تعزیر کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت کے چاروں دبستانِ فقہ کے نقاطِ نظر پیش کئے جاتے ہیں:

قرآن مجید

☆ تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتیوں میں جس طرف سے چاہو آ سکتے ہو۔ (البقرہ:۲۲۳) قولہ تعالیٰ ''فأتوا حرثكم أنى شئتم'' اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وطی کی اجازت عورت کی شرمگاہ تک ہی محدود ہے؛ کیوں کہ وہی کھیتی کی جگہ ہے۔ (أحکام القرآن للجصاص:۱/۴۲۵، ذکر الإختلف فی الطهر العارض فی حال الحیض، ط: دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان:۱۴۱۵ھ-۱۹۹۴م)

☆ لوگ آپ سے حائضہ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی جگہ ہے؛ لہٰذا حالت حیض میں عورتوں سے قربت نہ کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں تم ان سے مباشرت نہ کرو۔ (البقرہ:۲۲۲)

حالت حیض میں وطی کی ممانعت اسی گندگی کی وجہ سے ہے جو اس دوران ہوتی ہے اور یہ گندگی اور غلاظت ہر وقت اس جگہ ہوتی ہے جو ولادت کی جگہ نہیں ہے (یعنی سرین میں)؛ لہٰذا اس علت کی بنیاد پر عورتوں سے غیر فطری مقام میں وطی جائز نہیں ہے۔ (أحکام القرآن للجصاص:۱/۴۲۸)

☆ تم میں سے جو دو مرد یہ فحش کاری کریں، تم انھیں سزا دو، جب وہ توبہ کر لیں اور پاکیزگی اختیار کر لیں تو تم ان سے درگزر کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (النساء: ۱۶)

اس آیت کے مصداق لواطت کرنے والے ہیں اور ان کی حد ان کو باتوں اور فعل کے ذریعہ تکلیف دینا ہے۔ (التفسیر الکبیر للإمام فخر الدین الرازی: ۸۱/۵، ط: مکتبۃ الإیمان، مصر: ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲م)

مجاہدؒ فرماتے ہیں: یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے، جو ایسا کام کرتے ہیں کہ اس کو زبان پر لانا دشوار ہے، یعنی وہ لواطت کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ قوم لوط والا کام کر رہا ہے، تو ایسی حرکت کرنے والے اور جس کے ساتھ یہ حرکت کی جا رہی ہو دونوں کو قتل کر دو۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ۴۳۸/۱، ط: الدار المصریۃ اللبنانیۃ: ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰م، ابن ماجہ: ۲۵۶۱، ابوداؤد: ۴۴۶۲،۵۶۴/۲)

☆ کیا تم دنیا جہاں کے مردوں سے ضرورت پوری کرتے ہو اور اپنی بیویوں سے گریز کرتے ہو، جنھیں اللہ نے تمہارے لئے پیدا فرمایا ہے، تم لوگ واقعی حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو۔ (الشعراء: ۱۶۵۔۱۶۶)

احادیثِ نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن مسعود! قیامت کی علامتوں اور نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ (قربِ قیامت میں) مرد مرد پر اکتفاء کرے گا اور عورت عورت پر اکتفاء کرے گی۔ (مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۱۲۳۴، باب ثان فی أمارات الساعۃ، کتاب الفتن: ۶۲۵/۷، ط: دار الفکر، بیروت: ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، المعجم الکبیر: ۲۲۸/۱۰، حدیث نمبر: ۱۰۵۵۶)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر تک نہیں فرمائے گا، جو کسی مرد یا عورت کے پاس غیر فطری مقام پر آئے۔ (سنن الترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۶۵، الرضاع، فی کراہیۃ إتیان النساء فی أدبارہن)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو عورت کے پیچھے کے راستہ میں آئے۔ (ابوداؤد، النکاح، جامع النکاح: ۲۱۶۲، مسند أحمد، حدیث نمبر: ۱۸۷۵)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض والی عورت سے صحبت کرے، یا عورت کے پیچھے کے راستہ میں آئے یا کاہن کے پاس آئے، تو اس نے اس کتاب کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ إتیان الحائض، الطہارۃ، حدیث نمبر: ۱۳۵)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لواطت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اوپر والے اور نیچے والے دونوں کو رجم کر دو (سنگسار کر دو)۔ (ابن ماجۃ: ۸۵۲/۲، حدیث نمبر: ۲۵۶۲، باب من عمل عمل قوم لوط، ابواب الحدود)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا خطرہ جو میں اپنی امت کے لئے محسوس کرتا ہوں، وہ لواطت ہے۔ (المستدرک: ۳۹۷/۴، حدیث نمبر: ۸۰۵۷، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت: الطبعۃ الأولیٰ، مسند أبی یعلیٰ: ۹۷/۴، حدیث نمبر: ۲۱۲۸)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے لواطت کرنے والے پر، اللہ کی لعنت ہے لواطت کرنے والے پر، اللہ کی لعنت ہے لواطت کرنے والے پر۔ (مسند احمد: ۳۸۳/۱، حدیث نمبر: ۲۸۱۶، ط: المکتب الاسلامی، بیروت: ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۳ء)

☆ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ چار لوگوں پر صبح و شام اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اور ناراضگی ہوتی ہے؛ وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، وہ عورتیں جو مردوں سے تشبہ اختیار کرتی ہیں، وہ شخص جو جانور سے شہوت پوری کرتا ہے اور وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرتا ہے۔ (سنن سعید بن منصور: ۳۷/۱، حدیث نمبر: ۱۶)

☆ ابوحصین سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ جب نظر بند تھے لوگوں کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کسی مسلمان کا قتل صرف چار وجہ سے جائز ہے؟ جو کسی کو قتل کرے اور وہ اس کے بدلہ قتل کر دیا جائے، شادی شدہ ہو کر زنا کاری کرے، اسلام قبول کرنے کے بعد دین سے پھر جائے، یا وہ

شخص جو قوم لوط والا عمل کرے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ۴۲۲/۱۴، حدیث نمبر: ۲۸۹۳۸، ط: کراچی: إدارة القرآن: ۱۴۲۸ـ۲۰۰۷ء)

☆ حضرت ابراہیم سے لوطی کے متعلق مروی ہے کہ اگر کسی کو دو مرتبہ سنگ سار کرنا ممکن ہوتا تو اس کو کیا جاتا! (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۴۲۱/۱۴، حدیث نمبر: ۲۸۹۳۴، ط: إدارة القرآن پاکستان: ۱۴۲۸ھ۔۲۰۰۷ء، تحقیق: شیخ محمد عوامہ)

احناف کا نقطۂ نظر

☆ لواطت عقلاً، شرعاً اور فطرۃً حرام ہے، بخلاف زنا کے، کہ وہ فطرت کے لحاظ سے حرام نہیں ہے، لہٰذا لواطت کی حرمت زنا سے زیادہ سخت ہے، ''تبیین'' میں ہے: اگر اپنے غلام، باندی یا اپنی منکوحہ کے ساتھ غیر فطری عمل کرے تو بالاتفاق حد واجب نہیں ہوگی؛ بلکہ اس بدفعلی کی وجہ سے اس کی تعزیر کی جائے گی، ''حاوی القدسی'' میں ہے کہ اس تعزیر کے سلسلہ میں اختلاف ہے کہ اس کو کوڑے مارے جائیں یا اوپر سے لڑھکا دیا جائے یا بدبودار جگہ قید کر دیا جائے یا کوئی اور سزا دی جائے؟ البتہ اس کو خصی نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کے عضو تناسل کو کاٹا جائے گا، البتہ تمام اقوال میں راجح یہ ہے کہ اس کو کوڑے رسید کئے جائیں۔ (البحر الرائق: ۲۸/۵، حدود، باب الوطئ الذي يوجب الحد، ط: زکریا دیوبند: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء)

☆ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر غیر فطری عمل اجانب کے ساتھ کرے تو اس پر حد (زنا) جاری کی جائے گی، اور اگر اپنے غلام، باندی یا اپنی منکوحہ کے ساتھ ایسا عمل کرے، تو بالاتفاق حد جاری نہیں ہوگی؛ بلکہ اس کی تعزیر کی جائے گی، مثلاً اس کو نذر آتش کر دیا جائے، یا اس پر دیوار گرا دی جائے، یا پتھر مارتے ہوئے اوپر سے لڑھکا دیا جائے ''حاوی القدسی'' میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کو کوڑے مارے جائیں اور ''فتح القدیر'' میں ہے کہ تعزیر کر کے قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے؛ البتہ اگر وہ لواطت کا عادی ہو تو امام اس کو سیاستاً قتل کر دے گا۔ (الدر مع الرد: ۲۸/۶، حدود، الوطئ الذي يوجب الحد، ط: زکریا دیوبند: ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء)

☆ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس پیچھے کی راہ سے آئے یا کسی بچے کے ساتھ لواطت کا مرتکب ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں جاری کی جائے گی؛ بلکہ تعزیر کی جائے گی اور قید میں ڈال دیا جائے گا؛ تا آں کہ وہ توبہ کر لے، اور صاحبینؒ کے نزدیک اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی، پس اگر وہ غیر محصن ہو تو کوڑے لگائے جائیں گے اور محصن ہو تو رجم کیا جائے گا، اور اگر کسی شخص نے یہ عمل اپنے غلام، اپنی باندی یا اپنی بیوی کے ساتھ کیا۔ خواہ نکاح صحیح کی بنا پر یا نکاح فاسد کی بنا پر۔ تو ایسے شخص پر بالاجماع حد نہیں جاری کی جائے گی، اور اگر لواطت کا عادی ہو تو امام اسے قتل کر دے گا، خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱۵۰/۲، الباب الرابع في الوطئ الذي يوجب الحد، کتاب الحدود، مکتبۃ زکریا)

☆ یا قوم لوط والا عمل کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس پر حد نہیں ہے؛ البتہ اس کی تعزیر کی جائے گی اور قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ مر جائے یا توبہ کر لے اور اگر لواطت کا عادی ہو تو امام اسے سیاستاً قتل کر دے گا خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ (فتح القدیر: ۲۵۰/۵، کتاب الحدود، ط: مکتبہ زکریا دیوبند)

☆ …… یا یہ کہ پیچھے کی راہ سے آئے، اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ عمل اجنبیوں کے ساتھ کیا تو اس پر حد جاری کی جائے گی، اور اگر اس نے یہ عمل اپنے غلام یا اپنی باندی یا اپنی بیوی کے ساتھ کیا تو اس پر بالاجماع حد نہیں جاری کی جائے گی؛ بلکہ تعزیر کی جائے گی، اور دُرر میں مذکور ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے یا اس کے اوپر دیوار گرا دی جائے یا اس کو کسی اونچی جگہ سے اس پر پتھر پھینکتے ہوئے گرا دیا جائے گا، اور حاوی میں ہے کہ کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے۔ (درمختار مع رد المختار: ۳۸/۶، کتاب الحدود، مکتبہ زکریا دیوبند)

مالکیہ کی رائے

☆ لواطت کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو ہی سنگسار کیا جائے گا، خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں؛ بشرطیکہ مکلّف یعنی عاقل و بالغ ہوں؛ البتہ فاعل کو سنگسار کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ مفعول بھی بالغ بلکہ اس فعل کا متحمل ہو؛ لیکن مفعول کو سنگسار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فاعل

بالغ ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص نابالغ کو اپنے آپ پر قدرت دے تو اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ (الشرح الصغیر للعلامۃ أبی البرکات الدردیر: ۴۵۶/۴، ط: دارالمعارف، مصر: ۱۹۷۴ء)

اگر کوئی مکلّف مسلمان آدمی کی شرمگاہ میں اپنا حشفہ داخل کردے، تو شرعاً اس کو زانی شمار کیا جائے گا اور حد لگائی جائے گی، اسی طرح اگر غیر عورت سے غیر فطری مقام میں وطی کرے تو حد عائد ہوگی؛ البتہ اگر بیوی یا باندی کے ساتھ ایسی حرکت کرے تو حد تو نہیں لگائی جائے گی؛ لیکن اس کی سرزنش کی جائے گی۔ (حاشیہ الدسوقی للإمام محمد بن عرفۃ الدسوقی: ۳۰۶/۶، ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء)

فقہ شافعی

☆ شرعی نقطۂ نظر سے دھوپ میں گرم کیا ہوا پانی کا بدن کی طہارت اور کھانے پینے وغیرہ میں استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اسی طرح ہر اس پانی کا استعمال مکروہ ہے جس پر اللہ کا غضب ہو، مثلاً قوم لوط کے علاقہ میں واقع بحر مردار کا پانی، جس جگہ قوم لوط کی بستی آباد تھی اور ان کو دھنسا دیا گیا۔ (مغنی المحتاج: ۲۰/۱، کتاب بیان أحکام الطہارۃ)

☆ مرد اور اجنبی عورتوں کا پچھلا راستہ عورتوں کی اگلی شرمگاہ کے حکم میں ہے، لہٰذا مذہب کے مطابق دونوں ہی کے پچھلے حصہ میں بدفعلی (لواطت) کرنے کی وجہ سے حد واجب ہوگی؛ لہٰذا شادی شدہ کو رجم کیا جائے گا اور غیر شادی شدہ کو کوڑے لگا کر جلاوطن کیا جائے گا؛ کیوں کہ یہ زانی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم زانی کے قریب نہ پھٹکو کیونکہ یہ فحش کاری ہے، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی زبانی ان کی بدکاری- لواطت- کے متعلق فرمایا: کیا تم لوگ فحش کاری کرتے ہو؟ نیز امام بیہقیؒ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی مرد سے شہوت پوری کرے تو دونوں ہی زانی ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا کنوارے قتل کردیئے جائیں گے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ قوم لوط والا کام کررہا ہے تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو، اس بنیاد پر اس کو مرتد کی طرح تلوار سے قتل کیا جائے گا، اور ایک روایت میں ہے کہ جانور سے شہوت پوری کرنے والے کی طرح اس پر صرف تعزیر ہے......اس اطلاق سے معلوم ہوا کہ اگر اپنے غلام کے ساتھ ایسا کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی راجح ہے۔ (مغنی المحتاج: ۱۴۳/۴، کتاب الزنا)

☆ اگر مفعول نابالغ ہو یا پاگل ہو یا مجنون ہو یا مکرہ ہو تو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی اور اس کے لئے مہر واجب نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مرد کی شرمگاہ قابل عوض نہیں ہے اور اگر مکلّف مختار ہو- خواہ مرد ہو یا عورت- اسے کوڑے مار کر جلاوطن کردیا جائے گا؛ کیوں کہ اس محل میں "احصان" کا تصور نہیں ہے، اور ایک قول کے مطابق شادی شدہ عورت ہو تو رجم کردیا جائے گا۔ (مغنی المحتاج: ۱۴۳/۴، کتاب الزنا)

☆ عورتوں کا آپسی طور پر شہوت پوری کرنا حرام ہے، ان کی سرزنش کی جائے گی؛ کیوں کہ یہ حرام کاری ہے، قاضی ابوالطیبؒ فرماتے ہیں: اس کا گناہ زانی کے برابر ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت عورت سے خواہش پوری کرے تو دونوں ہی زنا کار کے درجہ میں ہیں۔ (کفایۃ الأخیار: ۶۱۸/۱، کتاب الحدود، المہذب: ۳۳۴/۳، باب حدالزنا)

☆ صحیح قول یہ ہے کہ لواطت کی حد حد زنا ہے، کہ اگر شادی شدہ ہو تو رجم اور غیر شادی شدہ ہو تو کوڑے اور جلاوطنی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو اپنے فرمان: "أتأتون الفاحشة ماسبقكم بها من أحد من العالمين" (کیا تم ایسی فحش کاری کرتے ہو جو تم سے قبل دنیا کی کسی قوم نے بھی نہیں کیا) میں "فاحشۃ" سے تعبیر کیا، اور فرمان باری تعالیٰ ہے "جب دو مرد آپس میں بدکاری کریں تو انھیں سزا دو" اس سے معلوم ہوا کہ یہی فحش کاری کی سزا ہے، اور ایک قول کے مطابق خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں قتل کردیئے جائیں گے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کو تم قوم لوط والا کام کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں ہی کو قتل کردو اور ایک روایت میں ہے کہ اوپر والے اور نیچے والے دونوں کو سنگسار کردو، اس کو ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (کفایۃ الأخیار: ۶۱۸/۱، کتاب الحدود)

☆ اس کے طریقۂ قتل میں اختلاف ہے: ایک قول کے مطابق مرتد کی طرح شمشیر سے سر قلم کر دیا جائے گا؛ کیوں کہ لفظ قتل سے اسی کی طرف ذہن کی رسائی ہوتی ہے (اس قول کو امام نوویؒ نے ترجیح دی ہے)، اور ایک قول کے مطابق اسے سنگسار کیا جائے گا؛ کیوں کہ یہ قتل وطی کی وجہ سے واجب ہوا ہے، تو اسے سنگساری کے ذریعہ زانی کی طرح قتل کیا جائے گا، اور ایک رائے کے مطابق اس پر دیوار گرادی جائے گی، یا بلندی سے پھینک دیا جائے گا کہ وہ مرجائے، جس طرح قوم لوط کو اوپر سے اٹھا کر پلٹ دیا گیا تھا، اور اس سزا میں اجنبی یا مملوک اور غیر مملوک میں کوئی فرق نہیں ہے؛ کیوں کہ پیچھے کا راستہ کسی صورت میں مباح نہیں ہوسکتا۔ (کفایۃ الأخیار: ۶۱۸/۱، کتاب الحدود)

☆ بعض لوگ جو علوم عقلیہ کے پرستار ہیں، ان ملحدین کی جماعت کی رائے یہ ہے کہ کوئی بھی شرمگاہ حرام نہیں ہے...... ان لوگوں سے دور ہی رہنا چاہئے، کیوں کہ یہ خبیث ترین گروہ ہے، ان پر اور ان کے متبعین پر اللہ کی ملائکہ کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (کفایۃ الأخیار: ۶۱۸/۱، کتاب الحدود)

☆ عورتوں کے پچھلے راستہ میں آنا اور لواطت کرنا تمام احکام میں اگلی شرمگاہ میں آنے کی طرح ہے؛ کیوں کہ یہ سبھی وطی کی صورتیں ہیں، اور اس لئے کہ حد واجب کرنے میں سب برابر ہیں۔ (المہذب: ۳۳۴/۱، کتاب الصیام)

☆ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حالت حیض میں وطی سے ممانعت گندگی کی وجہ سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دبر میں وطی بھی حرام ہے؛ کیوں کہ وہاں کی گندگی ختم نہیں ہوتی۔ (مختصر المزنی: ۱۸۷/۱، باب اتیان الحائض)

☆ لواطت حرام ہے؛ کیوں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''کیا تم ایسی فحش کاری کرتے ہو جو کسی نے نہیں کیا'' (الاعراف: ۸۰) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''ہر ظاہری و باطنی فحش کاموں سے بچو'' (الانعام: ۱۵۱) اور اس لئے بھی حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی بدکاری کی وجہ سے قوم لوط کو ایسا عذاب دیا جو کسی قوم کو نہیں دیا؛ لہٰذا اس سے اس کی حرمت واضح ہوتی ہے اور جو ایسا کرے گا اس پر حد زنا واجب ہوگی، البتہ اس حد کے سلسلہ میں دو قول ہیں:

پہلا قول جو مشہور ہے وہ یہ ہے کہ حد زنا واجب ہوگی، اگر محصن ہو تو رجم اور غیر محصن ہو تو کوڑے اور جلاوطنی، اور دوسرا قول یہ ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں واجب القتل ہیں؛ کیوں کہ اس کی حرمت زانی سے سخت ہے تو سزا بھی سخت ہوگی۔ (المہذب: ۳۳۴/۳، کتاب الحدود، باب حد الزنا)

حنابلہ کی رائے

☆ اکثر اہل علم مثلاً حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، ابودرداء، ابن عباس، عبداللہ بن عمر وابوہریرۃ رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیّب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، مجاہد، عکرمہ، شافعی اور اصحاب رائے رحمہم اللہ کے نزدیک بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں وطی کرنا جائز نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامۃ: ۲۲۶/۱۰، ط: دار عالم الکتب الریاض: الطبعۃ الثالثۃ: ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷ء)

☆ اگر اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرے تو حد جاری نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اس میں (حد واجب ہونے میں) شبہ ہے، ہاں اس کی تعزیر کی جائے گی اور اس پر غسل واجب ہوگا؛ کیوں کہ ایک شرمگاہ کا دوسرے میں داخل کرنا پایا گیا اور اگر اجنبی کے ساتھ کرے تو اس پر حد لواطت جاری ہوگی اس عورت کے لئے کوئی مہر واجب نہیں ہوگا۔ (المغنی: ۲۲۸/۱۰)

☆ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بھی لواطت کرے اس کو قتل کر دیا جائے گا، خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اور دوسری روایت کے مطابق اس کا حکم زانی کی طرح ہے (یعنی اگر محصن ہو، تو رجم اور غیر محصن ہو تو کوڑے مارے جائیں)۔ (المغنی: ۳۴۸/۱۰)

☆ اگر دو عورتیں آپس میں اپنی شرمگاہ کو دوسرے کی شرمگاہ سے ملا کر رگڑ لیں تو وہ دونوں زانیہ کے حکم میں ہیں اور دونوں ملعون ہیں؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو عورت آپس میں اس طرح کریں تو دونوں زانیہ ہیں؛ (أخرجہ البیہقی فی باب ماجاء فی حد اللوطی من کتاب الحدود، السنن الکبری: ۲۳۳/۸) البتہ دونوں پر حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ دخول نہیں ہوا۔ (المغنی لابن قدامۃ: ۳۵۰/۱۲)

❁ ❁ ❁

دوسری شادی کیلئے قبولیت اسلام ۔ لا کمیشن کی رپورٹ

محمد عبدالرحیم قریشی

(اسسٹنٹ جنرل سکریٹری بورڈ، حیدرآباد)

کچھ عرصہ قبل ہریانہ کے ایک اہم سیاست کار چندر موہن نے اسی ریاست کی ایک وکیل خاتون سے شادی کی ۔اس شادی کے لئے دونوں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ چندر موہن نے چاند محمد اور خاتون نے فضا کے نام اختیار کئے چندر موہن شادی شدہ ہے اور پہلی بیوی سے ان کے اولاد بھی ہے۔ فضا اور چاند کے نام کئی دن خبروں اور اخبارات کی صفحات میں رہے اور چند ہی دنوں بعد دونوں میں نا چاقی ہوگئی' چاند محمد نے فضا کو طلاق دیدی اور کچھ ہی عرصہ بعد چاند' پھر چندر موہن ہوگئے اور دوبارہ ہندو دھرم اختیار کرنے کا اعلان کیا اس واقعہ میں یہ واضح ہے کہ چندر موہن نے اسلام صرف فضا سے نکاح کرنے کے لئے قبول کیا تھا' دل سے' اسلام کے بنیادی عقیدوں خدا کی یکتائی' آخرت میں جوابدہی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی اور آخری رسول مان کر اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس نوعیت کا ایک اور واقعہ پیش آیا جس کا زیادہ چرچا اخبارات میں زیادہ نہیں ہوا ایک شادی شدہ فوجی ڈاکٹر نے افغانستان میں سروس کے دوران ایک افغانی مسلم لڑکی سے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کیا۔ اس بات کو چھپائے رکھا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ چند برسوں کے بعد مسلم لڑکی کو افغانستان میں ہی چھوڑ کر ہندوستان واپس آگیا اور پہلی بیوی کے ساتھ زندگی گزارنے لگا کوئی تعلق اب اسلام سے نہ رہا۔ اس فوجی ڈاکٹر نے اس مسلم لڑکی سے جو اس کے ترجمان کے طور پر کام کرتی تھی' شادی کرنے کی خاطر اسلام قبول کیا تھا۔

ان دونوں واقعات کے پس منظر میں لا کمیشن آف انڈیا نے اس سوال کا جائزہ لیا کہ کیا کسی کو پہلی شادی کو قانونی طور پر فسخ کرائے بغیر دوسری عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے جبکہ پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی قانون تعزیرات ہند (انڈین پینل کوڈ) کے تحت جرم ہے اور یہ شادی کالعدم قرار پاتی ہے قانون کی اس گرفت سے بچنے کے لئے اور صرف دوسری شادی کے لئے اسلام قبول کیا جاتا ہے۔ ملک میں مسلم پرسنل لا کو چھوڑ کر دیگر مذاہب کو ماننے والوں کے لئے شادی (میریج) کے جو قوانین ہیں' ان کے تحت ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی جاسکتی۔

سپریم کورٹ نے اس نوعیت کے ایک واقعہ کا جائزہ سرلا مدگل کیس میں لیا تھا اس کیس میں واقعہ یہ تھا کہ ہندو قانون کے تحت بیوی سے قانونی علیحدگی اختیار کئے بغیر اور شادی کو فسخ کرائے بغیر دوسری لڑکی سے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کیا گیا مگر حقیقت میں دونوں اپنے آبائی مذہب ہندو دھرم پر کاربند رہے۔ اس کیس میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ متعلقہ شخص مجرم ہے بیوی کی موجودگی میں اس نے دوسری شادی کی ہے جو جرم ہے اور یہ دوسری شادی کالعدم ہے یعنی اس کو شادی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلی شادی خود بخود نہیں ٹوٹے گی۔ اس کے لئے جس قانون کے تحت یہ شادی ہوئی تھی اس قانون کے تحت اس کو فسخ کروانا ہوگا اور اس کے بعد ہی دوسری شادی کی جاسکے گی۔

لا کمیشن آف انڈیا نے یہ محسوس کیا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ قانون کا حکم رکھتا ہے' اس کے باوجود بیوی کے ہوتے ہوئے اس کو طلاق دے دیا اس سے قانونی طور پر قطع تعلق کئے بغیر دوسری عورت سے شادی کرنے کے واقعات ہورہے ہیں اور اس کے لئے اسلام کو قبول کرنے کا سہارا لیا جارہا ہے۔ لا کمیشن نے یہ سفارش کی ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کو قانون کی شکل دی جائے تاکہ اس طرح کے واقعات آئندہ نہ ہوں۔ اس کے لئے ہندو میریج ایکٹ 1955 میں ایک دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔ ایسا ہی اضافہ کرسچین میریج ایکٹ 1872 پارسی میریج اینڈ ڈایورس ایکٹ 1936 اور قانونی انفساخ مسلم نکاح 1939 میں کیا جائے اور اس قانون کی دفعہ 4 میں موجود استثنیٰ کو حذف کیا جائے۔ مزید یہ کہ اسپیشل میریج ایکٹ 1954 میں بھی اس غرض کے لئے اضافہ کیا جائے۔ اور بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کو جرم قرار دینے والے قانون تعزیرات ہند کی دفعات 494 اور 495 کو ضابطہ فوجداری کریمنل پروسیجر کوڈ (1973) میں ضروری ترمیم کرکے قابل دست اندازی پولیس (cognizable) قرار دیا جائے۔ یہ ہے خلاصہ لا کمیشن آف انڈیا کی (۲۲۷) ویں رپورٹ کا جو کمیشن نے مرکزی وزارت قانون کو روانہ کی ہے۔

میڈیا کی شرانگیزی : ٹائمز آف انڈیا نے 7 /اگست کی اشاعت میں لا کمیشن کی اس رپورٹ پر اپنے نامہ نگار دھنجے مہاپترا کا جائزہ شائع کیا جس سے یہ غلط تاثر پیدا ہوتا ہے کہ لا کمیشن کی یہ رپورٹ مسلمانوں میں کثرت ازدواج سے متعلق ہے اس کے پہلے ہی پیراگراف میں یہ بتایا گیا کہ کمیشن نے کثرت ازدواج کو 'صحیح اسلامی قانون کی عبارت اور روح' سے متصادم قرار دیا ہے ۔دوسرے پیراگراف میں بھی یہ بات دہرائی گئی ہے ۔ظاہر ہے یہ ریمارک بہت سخت وناز یبا ہے ۔ٹائمز آف انڈیا سے اس کو بعض اُردو اخبارات نے نقل کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہوئی اور علمائے کرام وقائدین ودیگر اصحاب نے اس رپورٹ کے خلاف اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا اور اپنے تنقیدی بیانات اخبارات میں شائع کروائے ۔مسلمانوں کا غم وغصہ واجبی تھا کہ اسلامی قانون کے تقاضوں اور روح کو قرآن میں دیکھا جاسکتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ان کی عکاسی ہوتی ہے ۔کمیشن ہو یا کوئی اور اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کے خلاف کسی اور بات کو تقاضہ اور روح قرار دے ۔'صحیح اسلامی قانون کی عبارت اور روح' کا جملہ رپورٹ میں موجود ہے لیکن کسی اور مقام پر کہیں بھی اسلام میں کثرت ازدواج کے بارے میں یہ ریمارک نہیں کیا گیا ہے البتہ یہ ضرور کہا گیا ہے کہ ایک سے زیادہ اور چار کی حد تک بیویاں رکھنے کی اجازت چند شرائط کے تابع ہے اور اہم شرط تمام بیویوں کے درمیان برابری اور عادلانہ سلوک ہے اور یہ کہ پہلی بیوی کو چھوڑ کر' اس کے حقوق ادا کئے بغیر اس کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ کر دوسری شادی کرنے کی اسلامی قانون میں کہیں اجازت نہیں ملتی ۔کمیشن نے اپنی رپورٹ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا رواج بہت کم ہے اور مسلم معاشرہ اور خاندانوں میں ان کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کمیشن نے ڈاکٹر طاہر محمود کی ایک کتاب کے حوالے سے رپورٹ میں لکھا ہے کہ بعض مسلم ممالک میں بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنا منع ہے یا دوسری شادی کے لئے کچھ انتظامی مراحل کے قواعد وضوابط کی تکمیل ضروری ہے ۔

لا کمیشن نے اس رپورٹ میں میرج (شادی) سے متعلق موجود تمام قوانین کا جائزہ کثرت ازدواج کے زاویہ نظر سے لیا ہے اور اس سلسلہ میں کمیشن نے مسلم پرسنل لا کا جائزہ بھی لیا۔

ڈاکٹر طاہر محمود کی وضاحت : لا کمیشن کے رکن ڈاکٹر طاہر محمود نے ٹائمز نیوز نیٹ ورک کو ایک بیان دیا جس میں انھوں نے وضاحت کی کہ کمیشن کی رپورٹ مسلم لاء میں تعدد ازدواج کے تعلق سے نہیں بلکہ ہندو لاء میں ترمیم سے متعلق ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ لا کمیشن کے سامنے مسلم لا یا مسلمانوں میں کثرت ازدواج کا سوال زیر غور نہیں تھا۔ پھر انھوں نے سرلا مدگل کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کمیشن نے اس فیصلہ کو قانون کی شکل دینے کے لئے رپورٹ پیش کی ہے۔

ٹائمز آف انڈیا کی شرانگیزی یہاں بھی سامنے آتی ہے کہ اس نے ڈاکٹر طاہر محمود کے بیان پر ذیلی سرخی لگائی کہ 'ہندو میرج ایکٹ میں بھی ترمیمات کی شدید ضرورت' جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ کمیشن نے مسلم لا میں ترمیمات کے علاوہ ہندو میرج ایکٹ میں ''بھی'' ترمیمات کی سفارش کی ہے۔

قانون انفساخ نکاح : اس قانون کی دفعہ 4 میں کہا گیا ہے کہ کسی مسلم بیوی کے ارتداد یعنی اسلام سے منحرف پر نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ نکاح باقی رہے گا اگر کوئی مسلم شادی شدہ عورت اسلام سے منحرف ہوجائے اور ارتداد کے بعد کسی دوسرے سے شادی کرے تو دفعات 494 '495 قانون تعزیرات ہند کے تحت مجرم قرار پائے گی۔

اس دفعہ میں ایک استثنیٰ موجود ہے کہ اگر وہ شادی شدہ خاتون نومسلم ہے اور وہ اسلام کو ترک کر کے اپنے آبائی مذہب میں لوٹ جاتی ہے تو دفعہ (4) کا اطلاق نہیں ہوگا ۔یعنی یہ کہ مسلم شوہر سے اس کا نکاح ختم ہوجائے گا اور وہ آبائی مذہب میں لوٹنے کے بعد کسی سے شادی کرے تو مجرم قرار نہیں پائے گی۔ لا کمیشن نے اس استثنیٰ کو حذف کرنے کی سفارش کی ہے یعنی یہ کہ نومسلم بیوی سے نکاح اسکے اسلام ترک کرنے اور آبائی مذہب میں لوٹ جانے کے بعد بھی باقی رہے گا تا آنکہ شوہر طلاق دیدے یا وہ خلع لے لے یا قاضی یا عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ ہو۔

لا کمیشن نے اپنی سفارشات کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ فیصلہ کہ ایک شادی شدہ غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے باوجود پہلی شادی کو فسخ کرائے بغیر دوسری شادی نہیں کرسکتا' بلا شبہ تعدد ازدواج کے بارے میں اسلامی قانون کی عبارت اور اس کی روح سے مطابقت رکھتا ہے یہاں یہ جملہ استعمال ہوا ہے'اس کو یہ کہنا کہ لا کمیشن نے مسلمانوں میں تعدد ازدواج کو اسلامی قانون کی عبارت اور روح کے منافی قرار دیا ہے بڑی شرانگیزی ہے،افسوس کی بات یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ مسلمانوں اور مسلم پرسنل لا کے بارے میں دیانت دارانہ صحافت کے تمام اصولوں کو پامال کرنے سے گریز نہیں کرتے ۔ ❁❁

آخری قسط

تطبیق شریعت

از: ڈاکٹر دسوقی

(قاہرہ، مصر)

نفاذ شریعت کے راستے

نفاذ شریعت کے مخالفین اپنے موقف کو اس دلیل سے مزین کرتے ہیں کہ نفاذ شریعت کے داعین اور اس کے مددگاروں کے پاس ایسا کوئی نظام نہیں ہے جو نظری چیز کو حقیقت حال کی طرف پھیر دے، رائے کو سلوک اور فکر کو نفاذ میں بدل دے، مگر ان مخالفین کی یہ دلیل غیر مُسلّم ہے، کیونکہ اگر چند خامیوں کو صرف نظر کر دیا جائے تو نفاذ شریعت تیرہ صدی تک حقیقی امور کی انجام دہی میں مصروف نظر آتا ہے اور اب بھی اس میں جزئی طور پر نفاذ کی صلاحیت موجود ہے، گر چہ نفاذ شریعت اس جزئی نفاذ کو قبول کرنے سے طبعاً انکار کرتا ہو، کیونکہ نفاذ شریعت ایک ایسا نظام ہے جو جامع، کامل ومکمل ہے اور جو قانون وآداب کے نفاذ کے مابین فرق واختلاف کی نفی کرتا ہے۔

انسان کو اسلامی شریعت کے نفاذ کی ضرورت

نفاذ شریعت کا نظری تصور ایسا نہیں ہے کہ جو مابعد الطبیعات، اوہام وخرافات، یا ظن وگمان کا تصور ہو، بلکہ یہ نظری تصور دوسرے تصورات کے بالمقابل زیادہ قریب ہے، کیونکہ یہ تصور فطرت کی بنیادوں پر مبنی ہے، اسی طرح یہ تصور انسانی طاقت کی رعایت کی بنیادوں پر بھی مبنی ہے، یہ نظری تصور ایسا نہیں ہے جو پیش آمدہ صورت حال یا فاسد تجزیات ونظریات سے نکلے اور انسانی فکر کے انحراف میں اس کا رول ہو، یا انسانی نفس میں خلا پیدا کرنے کا سبب بنے، اس وجہ سے اس طرح کی فکر معاشرہ کے مشکلات کا حل نہیں پیش کر سکتی، اس فکر سے گر چہ جزء وقتی کامیابیاں حاصل ہو جائیں مگر اس کی وجہ سے ایسے امراض اور خطرناکیاں سامنے آجاتی ہیں جو اس کے مستقبل کو بگاڑ دیتی ہیں، کچھ ایسا ہی جدید مادی فکر کے ساتھ ہوا، خواہ وہ فکر سرمایہ دارانہ نظام میں ہو یا اشتراکیت کی فکر ہو، چنانچہ اس طرح کے افکار کی وجہ سے ایسی تہذیب وجود میں آئی جو انسانیت کو بربادی اور تباہی کی طرف لے جاتی ہے، ایک مؤلف کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان ایک مجہول چیز ہے، موجودہ تہذیب کے اندر ایک طرح کی گھٹن اور بے چینی ہے، اس لئے وہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے، یہ تہذیب ہماری اصلی اور حقیقی طبیعت کو مدنظر رکھے بغیر بنائی گئی ہے، مصنف مزید فرماتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ انسان ہر چیز کا میزان ہو، مگر صورت حال اس کے برعکس ہے، کیونکہ جس دنیا میں اس انسان نے انوکھی چیزوں کا انکشاف کیا وہیں وہ دنیا میں اجنبی کی طرح ہو گیا ہے۔

نفاذ شریعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف مسلمانوں کو اپنے پچھڑے پن، کمزوری اور مشکلات سے نکالا جائے، بلکہ پوری انسانیت کو موجودہ تہذیب کے بے جا بوجھ سے چھٹکارا دلایا جائے، جو لوگ نفاذ شریعت کی مخالفت کرتے ہیں وہ صرف مسلمانوں ہی سے بھلائی روکنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ پوری انسانیت مادیت پرستی کی تاریکی میں ڈوب جائے، یہ مادی ذہن وخیال کے حامل انسانیت کو اس پر تھوپی گئی ظلمت وتاریکی سے نکالنے کے لئے راستے ڈھونڈنے میں بے جا طور پر سرگرم ہے اور انسانیت کے حاضر اور مستقبل دونوں کو ناکارہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

موجودہ دور میں صرف مسلمان ہی پستی اور انحطاط کے شکار نہیں ہوئے کہ وہ کمزور ہو گئے، ان کی قیادت اور فضیلت کھو گئی، بلکہ عالمی پیمانہ پر یہ کمی محسوس کی گئی اور یہ صرف خواہشات کی پیروی اور دنیاوی دولت کے سلسلے

میں کشمکش کی وجہ سے ہوئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالمی تنظیموں اور شاندار و دلکش منافع کے باوجود دور حاضر دور جاہلیت ہی کی طرح ہے۔

مسلمانوں پر سب سے پہلے اپنے تئیں بہت بڑی ذمہ داری ہے، پھر پوری انسانیت کے تئیں، اور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے کلمہ کو بلند کریں، اللہ کی شریعت کو مضبوطی سے تھامیں اور بغاوت اور انسانی کرامت کو ذلیل ورسوا کرنے کے تمام وسائل کا مقابلہ کریں، تاکہ لوگ سیدھے راستے سے نہ بھٹکیں اور وقت کے آنے سے پہلے پہلے وہ لوگ ہلاکت سے بچ جائیں، اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمانوں کے لئے یہ آسان نہیں ہے کہ وہ اپنے حق میں اور دوسروں کے حق میں اس ذمہ داری کو نبھا سکیں، ایسا اسی وقت ممکن ہو سکے گا جب وہ اپنے دین وایمان کی عملی مثال بن جائیں، اس لئے کہ نفاذ شریعت اسلامیہ تمام لوگوں کے لئے ضروری ہے تاکہ کوئی فتنہ درپیش نہ ہو اور پورا کا پورا دین محض اللہ تعالی کے لئے ہو جائے۔

نفاذ شریعت کے لئے عملی شروعات

جب یہ بات سامنے آگئی کہ نفاذ شریعت کا نظری تصور اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ تقریباً تمام تر مشکلات اسلامی بیداری کے فقدان یا اسلامی بیداری کے مفہوم میں اضطراب ہی کی وجہ سے وجود پذیر ہوئے، اس لئے اس نفاذ کی عملی شروعات اس طور پر ہوگی کہ خیالات وتصورات کو اسلام کی صحیح فکر کے مطابق بدلا جائے، حالانکہ یہ نہایت مشکل کام ہے لیکن اہم بھی ہے اور اس کے مختلف گوشے اور متعدد وسائل ہیں، ذہن میں تبدیلی اور بدلاؤ سب سے پہلے قیادت کرنے والے (حکمرانوں) ذہنوں کے ذریعہ ہو، اس طرح کہ ان غلط مفاہیم سے پاک ان میں اسلامی فکر پیش کی جائے جو اسلام کی پاکیزگی کو مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس طرح کہ وہ ذہن اس بات کی تاکید کرے کہ اسلامی شریعت کے اندر نفاذ کی ذاتی صلاحیت وافر مقدار میں موجود ہے، کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ شریعت ایک مخصوص ومتعین زمانہ کے لئے اور محض سیاسی زندگی قبول کرنے پر قادر تھی اور اب وہ دوسرے زمانوں کے لئے کافی نہیں ہے، اس لئے جو لوگ نفاذ شریعت کی مخالفت کرتے ہیں وہ لوگ اس شریعت کو دراصل سمجھتے نہیں ہیں، بسا اوقات وہ لوگ اس شریعت کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے اور جو شخص کسی چیز سے نابلد ہو اس سے اس کو عداوت ہو ہی جاتی ہے۔

عقل اسلامی کے کام کو ختم نبوت کی محیط کڑی کے طور پر شمار کیا جاتا ہے اور اس راہ میں کام کرنے والوں کے لئے مختلف چیزیں درکار ہیں، مثلاً صحیح بیداری، سچا اخلاص، جہد مسلسل اس وقت تک جاری رہے یہاں تک کہ یہ کام اپنے ارادے اور مقصد کو پہنچ جائے۔

صحیح بیداری احکام شریعت کی گہری سوجھ بوجھ کو شامل ہے، اسی طرح زمانے کی مختلف مشکلات کا احاطہ بھی اس میں شامل ہے، اور صحیح بیداری میں یہ چیز بھی ہونی چاہئے کہ ان تعلیمات کی صلاحیت کے اندر اعتماد وبھروسہ کے اعادے کی قدرت بھی ہو، اور یہ صرف ان تعلیمات کی بقا کے لئے نہ ہو بلکہ تمام انسانی زندگی کی قیادت کے لئے ہو، مگر اس مقدس کام کو کرنے کے لئے قیادی ذہن وفکر کے پاس کون سا راستہ ہے جسے اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟

موجودہ زمانہ میں مسلم علماء کے درمیان ربط متواتر سے پتہ چلتا ہے کہ پوری دنیا ایک گاؤں کی طرح ہوگئی ہے، وسائل نقل وحمل اور علمی کامیابیوں کی وجہ سے لوگوں کے درمیان ربط آسان ہوگیا ہے، مگر اس کے باوجود مسلمانوں کے درمیان علمی تعاون اس طرح نہیں ہو رہا ہے جو آراء وخیالات کے اختلافات کو کم کر سکے اور اسلامی رجحانات کو مقصد اصلی کی طرف پھیر سکے، امت کو مضبوط علمی انقلاب مہیا کرائے جو اس امت کے سامنے آفاقی ترقی کے وسائل اور پھر نشاۃ ثانیہ کے دروازے کھول سکے۔

جامع کانفرنس کی ضرورت

یہ ایک طرح کی دینی اور دنیوی ضرورت ہے کہ علماء کرام اور اصحاب رائے ایک جامع اور عظیم الشان کانفرنس میں شریک ہوں جو ہر سال منعقد ہو جہاں علماء کرام اور اصحاب رائے مسلم معاشرے کی نئی صورت حال کے بارے میں غور وخوض کریں اور قرآنی احکام کی برتری اور مسلم معاشرے کی ترقی کے لئے راستے تلاش کریں، کیونکہ دین باہمی تعاون کا حکم دیتا ہے، نصیحت وخیر خواہی کو اللہ، اس کے رسول اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے

لئے ضروری امر قرار دیتا ہے، کیونکہ جو شخص امت کے معاملات اور مصالح سے دلچسپی نہیں رکھتا وہ اس امت کا فرد نہیں ہوسکتا، چونکہ یہ کانفرنس ایک ضرورت زندگی ہے، اس لئے امت کا مستقبل اس بات پر منحصر ہے کہ یہ امت اپنے دین کو کس قدر مضبوطی سے تھامے رہتی ہے، اگر اس امت نے اللہ کے قانون کی حفاظت کی اور اس میں کوتاہی نہیں کی تو یقیناً یہ امت اپنی آزادی نفس، آزادیٔ رائے اور اپنی نسلوں کی عزت وعظمت کی حفاظت کرے گی، لیکن اگر اس امت نے اللہ تعالی کے قانون سے منہ موڑا اور محض انسانی قوانین کا سہارا لیا تو یقیناً اللہ تعالی اس امت کو ذلیل ورسوا کرے گا اور پھر معاملہ بڑا سنگین ہوجائے گا۔

صحیح اور راست بیداری کی علامات

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ صحیح اسلامی بیداری ہی شریعت کے نفاذ کا قریب ترین راستہ ہے، اور اس بیداری کے لئے اس کی بنیادی حیثیت ہے، تو محض یہ اشارات اس بیداری کے لئے کامل ومکمل صورت نہیں پیش کرتے، لہذا ضروری ہے کہ صحیح اسلامی بیداری کے اہم اشارات وعلامات پر مزید روشنی ڈالی جائے۔

اول۔ شریعت اور قانون الٰہی کے نفاذ کی دعوت کے سلسلہ میں جو چیز منفی اثر ڈالتی ہے اور ناقص فہم وتدبیر کا سبب بنتی ہے وہ جزئی اور فروعی مسائل کی طرف خاص توجہ ہے، کیونکہ جزئی اور فروعی مسائل سے زیادہ دلچسپی قوتوں کو ختم کردیتی ہے، اسلامی جماعتوں کے درمیان اختلاف کو جنم دیتی ہے، اسی طرح مختلف مذاہب اور امت کے درمیان خلیج پیدا کردیتی ہے، جبکہ علماء کرام کو کلی مسائل پر زیادہ توجہ دینی چاہئے، چہ جائیکہ جزئی مسائل میں الجھے رہیں، ایسی جگہوں میں مشغول ہونا اور غیر مفید کاموں میں اپنی طاقت وقوت صرف کرنا شرعی تکالیف کا پیش خیمہ ہیں جو بالآخر شرعی احکام کے نفاذ کی راہ میں حائل ہوجاتی ہیں۔

چونکہ جزئی مسائل سے دلچسپی اور انہماک دنیاوی فقہ سے عجز کے خلاف ہے اور ایسے لوگ ان جزئی مسائل کو دین کی خدمت کے لئے مسخر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اسلامی بیداری کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی بیداری کو صحیح مقام حاصل ہوجائے اور جزئیات کے نقائص اور عیوب سے پاک ہوجائے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ کلیات، جو کہ مقاصد شریعت کی صحیح ترجمان ہیں اور بالخصوص روزمرہ کی زندگی سے ہم آہنگ ہیں ان کو پہلا مقام ومرتبہ حاصل ہو، اس سے وابستگی اور دلچسپی بڑھے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے، تاکہ مسلم ذہن وفکر دوسرے وسائل وتاریخی مشکلات میں مقید ہوکر نہ رہ جائے اور یہ عقل سلیم بنیادی امور سے صرف نظر نہ کرے جو حقیقی اور واقعی فقہ کی بنیادیں ہیں اور دین اور اس کی شاندار روایات کے حقائق کو صحیح طور پر سمجھنے کے وجوہات ہیں۔

دوم۔ جزئی مسائل سے دلچسپی اور تعلق ناقص خیالات کی پیداوار ہے، یا ایسی فکر کا غماز ہے جو اصول وکلیات پر ظلم کرتا ہے، مزید یہ کہ ایسا شخص شریعت کے احکام وقوانین کی سمجھ نہیں رکھتا ہے، شریعت کے احکام کامل ومکمل ہیں اسلام کے تمام گوشے اور اجزاء باہم اس طرح مربوط ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے، خواہ وہ احکام فرائض ہوں یا سنن، عبادات کے سلسلہ میں فرائض کا معاملہ تو کسی قدر سہل ہے کہ اس میں زیادہ مسائل ہیں اور عوام وخواص دونوں طرح کے مسلمان اسے سمجھتے ہیں، چند ہی ایسی جزئیات ہوں گی جسے عام مسلمان معمولی تکلیف ومشقت کے بعد ہی جان سکے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے عقائد سے کنارہ کش ہوگئے یا بالکلیہ غافل ہوگئے ہیں، بہت سے فرائض اور واجبات کفایہ مثلاً فیصلے، تعلیم، معاش اور افراد کے درمیان تعلقات کے معاملات معطل ہیں اور ان سے غفلت برتی جارہی ہے، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک بیدار اور پرمغز کوشش کی راہ ہموار کی جائے کہ جو تفقہ وسوجھ بوجھ اور عمدہ بنیادی نظام کے مطابق ہو، الغرض صحیح اسلامی بیداری کی خصوصیات یہ ہونی چاہئے کہ ان کی تعلیمات کا مکمل احاطہ کیا جائے، اور اس پر دھیان رہے کہ ایک فرض، غیر فرض کی جگہ نہ لے لے، اسی طرح مسنون فرض کے درجہ میں نہ آجائے، اس طریقہ سے اسلامی بیداری صحیح، مناسب اور عقلی طور پر درست ہوگی جو عبادات کی طرح معاملات کو بھی اولیت کا درجہ دے گی۔

اسلامی بیداری، جو کہ علم میں گہرائی، گیرائی اور تخصص کا احترام

کرتی ہے، اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ شریعت کے احکام کے تئیں مسلمانوں کا تصور وخیال بھی ایک ہو اور وہ ایسا ہو جو دنیا کی تمام کائنات اور جمادات کو شامل ہو۔

سوم۔　اسلامی بیداری کا معاملہ موجودہ صورت حال اور حقیقت پسندی کے ساتھ ہے، اسلامی بیداری زندگی کے معاملات کو سلجھانے سے تعلق رکھتی ہے اور مختلف امور سے وابستہ ہے جن میں چند یہ ہیں:

تمام تہذیبوں اور علوم ومعارف کے مابین آزادانہ ماحول ہو۔

اسلامی بیداری کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، حکمت مؤمن کی گمشدہ چیز ہے، مومن جہاں کہیں بھی حکمت پائے اسے حاصل کرے اور جس شخص کے پاس بھی حکمت دیکھے اسے پانے کی کوشش کرے۔

آزادانہ ماحول وخیال سے مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے، ان تجربات سے ہم ان چیزوں کو لے لیں جن کا نصوص شریعت سے یا قانون شریعت سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔

اسلامی بیداری کی حقیقت پسندی اس بات کی متقاضی ہے کہ زندگی اور عوام الناس کے بارے میں پوری معلومات فراہم ہو، افراد اور شخصیتوں کے درمیان فرق مراتب کا علم ہو، لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ ہو، اور ایسی صلاحیتیں ہوں جو خود پسندی اور عجب کو بالکل اس طرح چھوڑ دے جس طرح خارجی ممالک کے آپسی تنازع سے کنارہ کش ہوا جاتا ہے، یہ تمام چیزیں علامت ہیں اس بات کی کہ بیداری کی یہ حقیقت پسندی منصوبہ بند تعلیم کی متقاضی ہے، اور عالمی نظام وطریقے کے مطابق نتائج کو اسباب کے ساتھ جوڑا جائے، اس کی حقیقت پسندی مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ یہ مسلم قوم اپنی زندگی میں کسی بھی معاملہ میں انجام کی تہہ تک پہنچے بغیر اس کو نہیں اپنائے گی اور قوم کے پاس جو اپنے ماحول کی مشکلات ودشواریاں ہیں، جس سے یہ قوم دوچار ہے ان کا پورا پورا علم ہو، لہذا اگر اس قوم کے پاس ان امور کا علم ہوگا تو اس کی فکر وسوچ میں تبدیلی آئے گی اور وہ وہمی اور مکمل خیالی نظریات کو شکست دے سکے گی جو بعض مفکرین کے خیالوں کی آماجگاہ ہوتی ہیں، کیونکہ یہ وہمی اور فرضی خیالات شرعی قوانین کے نفاذ وعمل اور حقیقت پسندی کی راہ میں رکاوٹ کا کام کرتی ہیں۔

چہارم۔　امت مسلمہ دوسری امتوں سے مختلف ہے، اس کے پاس تہذیب وتمدن کا سرمایہ ہے، اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس سرمایے سے منہ موڑ لے۔ اس کا حال ماضی سے جڑا ہوا ہے، اسی وجہ سے اس امت کا تعلق اپنے علمی سرمایے سے بڑا گہرا رہا ہے، یہ اس سرمایے میں تلاش وجستجو کرتی ہے اور وہ ان آراء سے راہ یاب ہوتی ہے جو آراء موجودہ زمانے اور جگہ کی تمدن وثقافت کے مماثل نہیں ہوتے ہیں، جبکہ امت مسلمہ ماضی کی شرافت وعظمت سے فائدہ حاصل کرتی ہے جس سے موجودہ تحریک کو قوی اور مستحکم کرتی ہے، اور ماضی کی شرافت وعظمت اس کے مستقبل کے لئے روشن ثابت ہوتی ہیں، زمانے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس میں ترقی اور استحکام پیدا ہوتا ہے، لہذا ماضی اور حال کے درمیان کوئی تعارض اور اختلاف نہیں ہے۔

جب یہ بات واضح ہے کہ اس امت مسلمہ کا دور حاضر اس کے زمانۂ ماضی کی پیہم ترقی سے وابستہ ہے تو اس بات پر دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ زمانۂ ماضی کی عظمت وبلندی میں اسراف سے کام نہ لیا جائے اور موجودہ زمانے کو نیچا کرنے کی کوشش نہ کی جائے، کیونکہ اس میں عقل کا ضیاع اور صلاحیتوں کا فقدان کرنا ہے۔

شریعت کے نفاذ اور اس پر عمل کا واحد راستہ یہ ہے کہ بیداری اور علماء امت کے ذہنوں میں خیالات کی تبدیلی کا اہتمام کیا جائے، کیونکہ یہ امت ایک ایسے زمانے میں زندگی گذار رہی ہے جس کے مشکلات اور اس کے انواع پہلے سے جداگانہ ہیں، اس کے باوجود بہت سارے داعی حضرات نفاذ شریعت کے لئے ماضی کے خیالات اور آراء ہی سے مدد لیتے ہیں جب کہ اس میں جمود وتعطل اور روایت پسندی ہے، یقیناً ہم ماضی کو عزیز گردانتے ہیں، اس کا انکار نہیں کرتے، لیکن ہونا یہ چاہئے کہ یہ ماضی جدت اور ترقی کی راہ میں مددگار ثابت ہو نہ کہ ترقی اور تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ۔

پنجم۔　دور حاضر ماضی کے لئے اسی صورت میں پیہم ترقی ثابت ہوسکتا ہے جبکہ ایک جامع اجتہاد موجود ہو اور یہ اجتہاد صرف فقہی احکام ہی کے ساتھ خاص نہ ہو، بلکہ وہ علمی اور فکری زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہو۔

اسلام میں اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ شرعی قوانین وضوابط کی روشنی میں افکار وخیالات میں جدت ہو، اجتہاد یہ ہے کہ حق کو لوگوں کے ذریعہ نہ جانا جائے بلکہ لوگوں کو حقوق کے ذریعہ جانا جائے اور اجتہاد یہ ہے کہ موروثی اشیاء کو منجمد نہ کیا جائے، بلکہ اس اجتہاد کے ذریعہ اس میں نمو اور اضافہ کیا جا سکے۔

یہ امت کی تاریخ رہی ہے کہ اجتہاد کے سایے میں تمام گوشوں میں ترقیاں ہوئی ہیں، تقلید وجمود کے سایے میں صرف پژمردگی حاصل ہوئی ہے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ اجتہاد کوئی عہدہ اور منصب ہو جس کو دعوی کے ذریعہ حاصل کیا جا سکے، بلکہ اس کے مدعی کے لئے کچھ وسائل اور کچھ خاص شرائط کی ضرورت پڑتی ہے، جو اس مدعی کے اندر موجود ہونی چاہئیں اور مدعی اجتہاد کے اندر اس کی صلاحیت ہو کہ وہ احکام کا استنباط کر سکے اور دنیاوی وعصری معرفت کا غواص ہوتا کہ وہ اس قابل ہو جائے اور ان چیزوں کو جان لے جو انسانوں کو اللہ تعالی کی مسخر کردہ چیزوں سے مدد دے سکیں، یہ اجتہاد کا وہ گوشہ ہے جس سے ہم نے یا تو بے اعتنائی برت لی ہے یا چھوڑ دیا ہے۔

اسلام کے تئیں ایک غیرت مند نوجوان کو اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ کلمہ توحید ایک طرح کا چیلنج ہے، جب تک کہ ہم کائنات، زندگی، طب اور جنگی فنون میں مہارت نہ حاصل کر لیں، ہم اس کی حقیقت سے روشناس نہیں ہو سکتے، اس لئے اسلامی بیداری اور تربیت کے لئے ضروری ہے کہ اسے علوم عصریہ کے بارے میں جامع طریقوں کا علم ہو، اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے پاس سماجی اور اقتصادی مشکلات کی جدید فقہ موجود ہوتی کہ ان چیزوں میں اس کی بیداری اس لائق ہو کہ شرعی احکام کے مکمل نفاذ کے لئے اس امت کی قیادت کر سکے۔

ہم ایسے وقت میں جی رہے ہیں جہاں مشکلات کی بہتات ہے، اور ان میں سے ہر مشکل اور پریشانی کے لئے مختلف علمی تحقیقات کی ضرورت ہے، چاہے جس قدر بھی ممالک اور جگہوں میں دوریاں ہوں، آج وسائل نقل وحمل کی وجہ سے علماء کرام اور فقہاء کی باہم گفت وشنید آسان ہو گئی ہیں اور اجتماعی اجتہاد ہی ان مشکلات کے علمی جائزہ کا بہتر وسیلہ ہے اور اس طرح کے علمی جائزہ کے ذریعہ عملی نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے جو اسلامی شریعت کے نفاذ کی شکل میں ظاہر ہوگی۔

ششم۔ اسلامی بیداری میں ٹھہراؤ نہیں ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ مرحلہ وار ہو یا کسی خاص زمانے کے ساتھ خاص ہو، بلکہ اس میں زمانے کے ساتھ مختلف حاصل شدہ علوم اور حادثات کے مطابق ترقی ہوتی رہتی ہے، کیونکہ اس امت کو سب سے پہلے قرآن نے جس چیز سے مخاطب کیا ہے وہ پڑھنا اور قلم کے ذریعہ تعلیم ہے۔ میں ہے: (آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا آپ (قرآن) پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے علم کے ذریعہ سے تعلیم دی ہے (جس نے) انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہیں جانتے تھے) سورہ علق (۱-۵)، ان آیات کی وجہ سے جن کے ذریعہ اس امت مسلمہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہ امت بھی علم ومعرفت سے کبھی الگ نہیں رہ سکتی، جس طرح سایہ اور قرض خواہ اپنے مقروض سے ہمیشہ چمٹا رہتا ہے۔

تعلیم یافتہ قوم ہی دراصل ترقی یافتہ قوم ہے جس کا شعور واحساس کبھی بھی کمزور نہیں پڑتا ہے اور ایسی قوم زندگی کے سفر میں پیچھے نہیں ہوتی، ایسی قوم کا عقل وشعور ہمیشہ بیدار اور روبہ ترقی ہوتا ہے، یہ ایسی امت اور قوم ہے جو ہر جدید علم حاصل کرتی ہے، اس وجہ سے یہ امت ٹھہراؤ یا ترقی اور بیداری کے میدان اور تحریک میں پیچھے نہیں رہتی۔

امت مسلمہ کا اس بات پر یقین ہے کہ اگر اس نے مزید علوم کے حصول میں کمی کی تو اس کی دار وگیر ہوگی، اس وجہ سے بیداری کے فروغ کا شمار طاعت وعبادت میں ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے یہ امت حصول علم میں دیگر تمام امتوں سے مختلف ہے، اور یہ اختلاف علم کی وجہ، علت اور غرض کی وجہ سے ہے، امت مسلمہ کے نزدیک علم کی وجہ انسانی ترقی اور غرض وغایت، اللہ تعالی سے خوف اور اس کے کلمہ کی بلندی ہے، جبکہ غیر مسلموں کے نزدیک علم کی علت اور غرض ایسا نہیں ہے، ان کے یہاں علم کی وجہ طاقت ہے تاکہ کمزوروں کی کمزوری بڑھے، جاہل مزید پستی میں جائے اور متکبر مزید سرکش اور فساد پھیلانے والا بن جائے۔

یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں جن کی جدید اسلامی بیداری کی تعمیر میں ایک کردار ہے اور جسے خود غرضوں اور حاسدوں کا ہدف ملامت بننا پڑتا ہے جبکہ یہ بیداری اس امت مسلمہ کو عظیم تر شریعت کے نفاذ کے راستوں کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ بنیادی چیزیں علماء امت اور فقہی اور اصولی چیزوں سے دلچسپی رکھنے والوں کے درمیان بیداری لانے کے لئے خاص اہمیت کی حامل ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو احکام شریعت اور نفاذ شریعت کی راہ کے داعی شمار کئے جاتے ہیں، رہی بات اس امت کے عوام الناس کے درمیان بیداری کا فروغ اور اچھے قسم کے داعی کا احیاء تو یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اس بیداری کا مرکزی نقطہ پانچ اصولوں پر منحصر ہے: (۱) مسجد (۲) تعلیمی نظام (۳) کتاب (۴) معاشرتی برتاؤ (۵) اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ۔

شریعت اسلامیہ میں امت مسلمہ کے تمام افراد اور نسلوں میں اسلامی بیداری کے فروغ کے لئے مساجد کا بڑا اہم اور مقدس مقام ہے اور اس اہم کام کو اس وقت تک انجام نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ صحیح علمی اور تربیتی صلاحیتوں سے لیس دعاۃ تیار نہ ہو جائیں، یہ دعاۃ ایسے ہوں جو عوام الناس کو مخاطب کر سکیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس انداز میں اسلامی فکر کو پیش کر سکیں جو عام وخاص دونوں کے لئے فائدہ بخش ہو، علم پر بے جا قبضہ کی وجہ سے علم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے تو تبدیلی بھی ضروری ہوگی، اور یہ تبدیلی تعلیمی نظام کو بدلنے سے ہوگا اور ایسے معلمین تیار کرنے سے ہوگا جو اس لائق ہوں کہ اس نظام تعلیم کو نئی نسل تک پہنچا سکیں تا کہ صحیح اسلامی مفاہیم کو بآسانی سمجھ سکیں۔

اس طرح کے اساتذہ کی تیاری تعلیمی نظام میں تبدیلی سے زیادہ اہم اور مشکل ہے، کیونکہ اگر کسی اچھے تعلیمی نظام کی تدریس کے لئے کوئی اچھا مدرس ومعلم نہ ہو تو اس تعلیمی نظام کا کوئی فائدہ نہیں۔

رہی بات کتاب کی تو کتاب، صحافتی، سماعتی اور نظری نشریات کے تمام وسائل کے ساتھ اس کا بھی بڑا اہم کردار ہے اور صحیح اسلامی بیداری کے فروغ کے میدان میں اس کے کردار اور رول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، مگر شرط یہ ہے کہ وہ کتاب ان مشکلات اور پریشانیوں کو نہ ابھارے جن سے کوئی فائدہ نہیں اور یہ کہ کتاب فرقہ واریت کی قید وبند سے آزاد ہو، حشو وزائد اور بے جا چیزوں سے پاک وصاف اسلامی ثقافت پیش کرے، تمام دوریوں اور مشکلات کے باوجود مناسب صورت حال اور نفاذ شریعت کے لئے اپنی وسعت کے بقدر حل پیش کر سکے۔

معاشرتی سلوک سے مراد وہ برتاؤ ہے جو اسلامی اقدار کی تعبیر ہو اور جو اسلام کو حقیقی، زندہ اور عملی شکل میں پیش کرے، عوام الناس کا برتاؤ اور سلوک ان دنوں ایسا نہیں ہے جو اسلامی اقدار کی جامع تعبیر اور آئینہ دار ہو، اس لئے اسلامی فکر کے قائدین اور علماء کا اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہونا اور ان کا نفاذ شریعت کے لئے تعلیمی نظام کے مطابق اس امت کی قیادت کرنا ہی موجودہ صورت حال میں تبدیلی کا باعث بنے گی اور اس طرح مسلمانوں کی موجودہ صورت حال مکمل طور پر اسلامی بن جائے گی۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ عوام الناس کے درمیان بیداری کے فروغ اور اس کی حفاظت کے وسائل میں سے شمار ہوتا ہے اور اصل شریعت کے مطابق یہ فریضہ تو کفایہ ہے، لیکن یہ اس وقت فرض عین ہو جاتا ہے جب یہ متعین ہو جائے اور اس کی ذمہ داری کسی کے سپرد ہو جائے اور یہ فریضہ اس امت مسلمہ کی نسلوں کے درمیان معنوی مشترکہ ذمہ داری کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے اور یہ اس بات کا غماز ہے کہ ایک مسلم کو اس کا احساس رہے کہ وہ دوسروں کا ذمہ دار ہے اور اس کی بازپرس ہوگی اور یہ فریضہ اس حیثیت کی سچی دلیل ہے: (ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دو ہاتھوں کی طرح ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو دھوتا ہے) اور (مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہوتا ہے)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نفاذ شریعت کا راستہ طویل ہے اور اس راستہ اور سفر کو طے کرنے میں امت کے دعاۃ کا تعاون ہی اصل نقطۂ شروعات ہے، کیونکہ حقیقتاً (ان دنوں) ثقافتی وتہذیبی بحران ہے اور جب تک دنیائے اسلام اس بحران سے نجات کے لئے سچا تعاون نہیں پیش کرے گی، یہ

دنیائے اسلام ضعف کا شکار رہے گی، یا تیسری دنیا کے ضمن میں صرف ایک کتاب بن کر رہ جائے گی، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس دنیائے اسلام کے پاس جو کچھ اخلاق کا سرمایہ ہے اس میں اس دنیائے اسلام کو پہلا مقام حاصل ہو، یا کم از کم ترقی یافتہ بڑے ممالک میں اس کا شمار ہو۔

یہ امت ایک ایسے زمانہ میں سانس لے رہی ہے جس میں جب تک قرآنی حکومت نہیں ہوگی، اللہ تعالی (غیر قرآنی اور فوجی) حکومتوں کو مسلط رکھے گا، اس لئے سیاسی قائدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے قوانین نافذ کریں جو نفاذ شریعت کے لئے راستے ہموار کرسکیں اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ نفاذ شریعت ہی امت میں اتحاد واتفاق کا واحد ذریعہ ہے، کیونکہ تشریعی یکتائی ہر فرد، ہر خاندان اور ہر معاشرہ کو مسلم بنا دیتی ہے اور یہ مسلم بنانا اصل کے مطابق ہے جس کی نظیریں امت مسلمہ میں ہمیشہ سے موجود رہی ہیں کہ اس امت کی اصل اور بنیاد صرف ایک ہے، جسے شریعت نے مختلف شکل یا رنگ دیا ہے اور جس کی صحیح تعبیر فقہ اسلامی میں موجود ہے۔

نتائج وسفارشات

نفاذ شریعت کی حکمت عملی اور غور وخوض سے متعلق اس اجمالی مطالعہ وجائزہ کے اخیر میں ذیلی طور پر ہم کچھ اہم نتائج اور سفارشات پیش کرتے ہیں:

ممکنہ اہم نتائج

اول۔ موجودہ دور میں عالم اسلامی پر قبضہ ایک قسم کا حادثہ ہے جس نے معنوی جنگ کے راستے اس امت مسلمہ کو ثقافتی وتہذیبی طور پر پارہ پارہ کر دیا ہے اور اس معنوی حملہ وجنگ کے دنیائے اسلام میں خطرناک اثرات ہیں۔

دوم۔ ان خطرات واثرات میں سے ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس امت کو کمزوری، پستی اور تخلف سے نکالنے کے لئے نفاذ شریعت کے وجوب کے سلسلے میں اختلافات پائے جاتے ہیں، حالانکہ پچھلے زمانوں میں مسلمانوں کے اندر زندگی کے کسی بھی گوشے میں نفاذ شریعت کے تعلق سے کوئی اختلاف رائے نہیں رہا ہے۔

سوم۔ دور حاضر میں اس امت مسلمہ کی بیداری اور ترقی کے لئے مسلم قائدین کے تمام تجربات چاہے وہ سیاسی ہوں یا اقتصادی یا معاشرتی، ناکام ونامراد ہوئی ہیں، کیونکہ وہ تمام تجربات اس امت کو ان کے عقیدے یا عقیدے کے قریب قریب تک بھی نہیں لے جاتے۔

چہارم۔ نفاذ شریعت مسلمانوں اور تمام لوگوں کی ایک ضرورت ہے، جو لوگ اس نفاذ کے مخالف ہیں وہ اپنے مفادات کی وجہ سے ڈرے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو نہیں سمجھتے اور ایسے لوگ پوری انسانیت کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔

پنجم۔ اسلامی نظام کے مطابق تربیت ہی اسلامی بیداری کا ذریعہ ہے، جو نفاذ شریعت کے لئے ایک طرف تو مناسب اور موزوں فضا ہموار کرتی ہے تو دوسری طرف مختلف چیلنجوں کا سامنا کرنا سکھاتی ہے۔

ششم۔ صورت حال کے ساتھ ساتھ چلنا ضروری ہے، میدان میں اترنا اور نفاذ شریعت اور لوگوں سے حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ مخاطب ہونے میں بتدریج اصول ومبادیات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

اہم سفارشات

اول۔ ضروری ہے کہ تسلسل، تندہی، صبر اور نصرت میں بھروسہ کرتے ہوئے کام کیا جائے، پریشانیاں چاہے جتنی بھی ہوں۔

دوم۔ پھل کے پکنے سے پہلے اس کو توڑنے کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا جائے۔

سوم۔ ایسا تعلیمی نظام پیش کیا جائے جس کا نفاذ مختلف میدانوں میں ممکن ہوسکے اور یہی نظام وسسٹم ان لوگوں کے لئے عملی جواب ہے جو لوگ نفاذ شریعت کے مخالف ہیں۔

چہارم۔ نفاذ شریعت کے لئے کام کرنا ایک طرح کا جہاد ہے، اور اگر اس جہاد کے ساتھ اخلاص نیت مخالف رائے کے تئیں کشادہ دلی، بشارت کا مزاج، نفرت سے تنفر جیسی چیزیں ساتھ ہوں تو ان شاء اللہ بہت بڑی فتح اور کامرانی نصیب ہوگی۔

والحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا أن هدانا الله۔

مسجد اقصی اور ہماری ذمہ داریاں

مفتی احمد نادر القاسمی

(نئی دہلی)

مسجد اقصی امت مسلمہ کا قبلہ اول، حرم ثالث اور مقام معراج ہے، اس کی اہمیت کا احساس اور اس کا تحفظ مسلمانوں کا دینی، ملی اور مذہبی فریضہ ہے، اقصی کی ہمارے نزدیک کیا اہمیت ہے اور اللہ تعالی نے ہمارے دینی جذبات کو کس طرح اس سے مربوط کیا ہے اس کا اندازہ واقعہ معراج نبویؐ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

جب ہم سیرت نبویؐ کا مطالعہ کریں تو ہمیں نصیحت وعبرت اور زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کے جذبہ صادق سے اس کے ہر گوشہ اور واقعات کا مطالعہ کرنا چاہئے، ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سیرت رسولؐ کا جو مقام ومرتبہ ہے ہم اسے وہ مقام دیں، اور حیات نبویؐ میں پیش آنے والے واقعات کو بھی اسی تاریخی مناسبت سے ہم یاد کریں اور منائیں، تاکہ آپؐ نے ان موقعوں پر جو اعمال وافعال انجام دیئے ہیں ان سے ہم واقف بھی رہیں اور انہیں انجام بھی دے سکیں، اور حضورؐ کا وہ عمل ہمارے لئے نمونہ اور ہدایت کا چراغ ہو، کیونکہ ہماری زندگی کے لئے صحیح نمونہ محمدؐ کی ذات ہی میں ہے: ''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کو خوب یاد کرنے والے ہیں''۔ (سورہ احزاب:۲۱)

یہ بات دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالی کا اپنے نبیؐ کو سماء دنیا کی سیر کرنا بطور معجزہ تھا، ''اسراء'' مسجد حرام مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کی سیر ہے اور معراج بیت المقدس سے ملأ اعلی اور جنت تک کی سیر کو کہتے ہیں، اس معجزہ کا مقصد نبیؐ کی عزت افزائی، آپؐ کے آخری نبیؐ ہونے کا اظہار اور آپؐ کو مخفی کائنات کے عجائبات دکھلانا تھا۔

واقعہ معراج اسلام کے ابتدائی دور میں پیش آنے والے واقعات میں سے اہم واقعہ ہے، جو اپنے وقوع کے اعتبار سے منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اس لئے کہ اس واقعہ نے اپنی سچائی منوانے میں عقل انسانی کو بھی حیران وششدر کردیا تھا، مگر وہ افراد جن کے قلوب میں ایمان گہرائی تک پیوست تھا ان کے ایمان کو اس معجزہ نے مزید پختہ اور مستحکم کردیا تھا، چنانچہ اس وقت ایسے لوگ بھی تھے جن کے اندر اس معجزہ کے ماننے کے تئیں بشری تزلزل پیدا ہوگیا تھا اور وہ لوگ جنہوں نے براہ راست پیغمبر کی آغوش میں ایمانی پرورش پائی تھی اور پیغمبر کی تربیت نے ان کے قلوب کو مجلی ومصفی کردیا تھا بغیر کسی تردد اور ہچکچاہٹ کے فوراً سرتسلیم خم کردیا، جیسے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ۔

اس واقعہ سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یقیناً ہمارے لئے نفع بخش اور اپنے پیغمبرؐ کی اتباع پر ابھارنے والا ہے، اسی کی اہمیت کے پیش نظر اس کے چند مفید پہلو ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

۱- یہ عظیم الشان معجزہ تمام انبیاء سابقین پر آپ کی برتری وبزرگی اور فضیلت کو ثابت کرتا ہے کہ اتنا اہم معجزہ اللہ تعالی نے کسی اور پیغمبر اور نبی کو عطا نہیں فرمایا، یہ آپؐ ہی کی شان تھی کہ اللہ نے اس اعزاز کے لئے آپ کو منتخب فرمایا، آپ ہی پر نبوت کے سلسلہ کو ختم بھی فرمایا اور تمام انبیاء کی سرداری بھی عطا فرمائی، چنانچہ آپ کی توقیر وتوصیف میں اللہ رب العزت نے ''بعبدہ'' کے ذریعہ محبوبیت کا اعزاز دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے محمد کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی جس کے اردگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں تاکہ ان کو ہم کچھ عجائبات دکھلادیں، بے شک اللہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے'' (سورۂ اسرا:۱)۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک محبوبیت وعبودیت اور بزرگی میں آپ اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، چنانچہ علماء کہتے ہیں کہ بندگی اور نیکی میں آپ اس مقام پر فائز تھے کہ اگر اس سے بھی کوئی اعلیٰ درجہ اور ہوتا تو آپ کو اس سے بھی سرفراز اور موسوم کیا جاتا۔

قشیری کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلانا اور ستاروں کی بلندیوں پر آپ کو لے جانا، آپ کے اللہ کے نزدیک محبوب ترین بندہ ہونے کی دلیل ہے، آپ کے ذریعہ انبیاء کرام کی امامت کرانا اس بات کی دلیل تھی کہ آپ کا رتبہ تمام انبیاء سے بلند اور آپ پر نبوت کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا اور آپ کی امت کو پوری دنیا کے لئے شاہد بنادیا گیا، جیسا کہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ''اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو ہر پہلو سے راہ اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے خلاف گواہ ہو، اور تمہارے لئے رسول گواہ ہوں''۔ (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)

اسراء سے واپسی کے بعد کفار قریش کی طرف سے جو سوالات اور ایذا رسانی کا سلسلہ شروع ہوا، وہ وقت آپؐ کے لئے اسی طرح کمال صبر اور ثبات قدمی کے مظاہرہ کا تھا، جس طرح آپ کے لئے حضرت خدیجہ، چچا ابوطالب اور جاں نثار اصحاب کی جدائی کے لمحات تھے، اسی طرح یہ واقعہ اسراء ومعراج بھی مومنین صادقین کے لئے بھی نہایت صبر واستقامت سے بھرا ہوا اور عقل ووجدان کے لئے بھی کسی امتحان سے کم نہ تھا، کیونکہ یہ واقعہ بظاہر انسانی عقل میں نہ آنے والا تھا، کہ وہ لوگ جو ایمان سے مشرف ہوچکے تھے ان کے اندر کسی قسم کا تردد پیدا نہ ہو، اس کی سخت ضرورت تھی، اس اعتبار سے اس واقعہ نے ان کے دل ودماغ اور مزاج ومذاق میں مصائب وآلام کے وقت حق پر جمے رہنے کا حوصلہ پیدا کیا، اور قرآن نے خود ان کے اس قابل تحسین استقامت کی شہادت بھی دی: ''پورے مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے جان ومال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، یہی لوگ سچے ہیں''۔ (سورۂ حجرات: ۱۵)

معراج چونکہ انسانی عقل وخرد کو نہ صرف چونکا دینے والا تھا، بلکہ اس کا ادراک کرنا بھی انسانی دماغ سے پرے معلوم ہورہا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مومنین مخلصین جن کے دل ودماغ میں ایمان راسخ ہوچکا تھا ان کے ایمان میں مزید پختگی آگئی اور جو متزلزل تھے ان کا تزلزل بھی کھل کر سامنے آیا، اس اعتبار سے اس واقعہ نے مخلصین اور غیر مخلصین کا فرق بھی واضح کردیا۔

امام ابن کثیرؒ حضرت قتادہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ اسراء سے مکہ واپس آئے اور قریش کو جب اس کی خبر دی تو بہت سے لوگوں نے نہیں مانا اور حضور کو جھٹلایا، یہاں تک کہ قریش کی ایک جماعت اسلام کی طرف مائل ہونے کے باوجود پھر گئی، مگر وہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جنہوں نے اس خبر کو سنتے ہی سب سے پہلے بلاچوں وچرا اس کی تصدیق کی، جب ان سے بیت المقدس کے بارے میں بتایا کہ محمدؐ تو ایسا کہہ رہے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ جب ہم صبح وشام اپنے نبیؐ کی آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتے ہیں تو بھلا بیت المقدس کے بارے میں وہ جو کچھ خبر دے رہے ہیں اس کی تصدیق میں ہمیں کیا تردد ہے؟ اسی دن سے آپ کا لقب ''ابوبکر صدیق'' قرار پایا، اسی لئے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے بعد کائنات میں سب سے عظیم اور بڑا رتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔

واقعہ معراج نے یہ بھی ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی نصرت ومدد ہر آن اور ہر مرحلہ میں نبی کے ساتھ ہے، جو کبھی بھی اور کسی بھی مقام پر ہزیمت خوردہ اور پست نہیں ہونے دے گا، معراج کے پورے مرحلہ میں عنایت ربانی آپ کے ساتھ رہی، چنانچہ جب قریش نے واقعہ معراج کی تصدیق کے لئے آپؐ سے دریافت کیا کہ اس سے پہلے تو آپ کبھی بیت المقدس گئے نہیں اور آپ فرمارہے ہیں کہ رات میں بیت المقدس میں تھا تو آپ نے بیت المقدس میں کیا دیکھا؟ وہ بتلائیں، اس کیفیت کے بارے میں زبان مبارکؐ خود گویا ہے: ''اس بات سے مجھے اتنا دکھ پہنچا کہ جتنا دکھ مجھے کبھی نہیں پہنچا تھا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس وقت بھی سہارا دیا، خود حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے منکشف کردیا میں اسے دیکھتا رہا اور اس کی ایک ایک چیز بتاتا رہا، یہ عنایت

ربانی ہی تو تھی ''یقیناً ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں مدد کرتے رہتے ہیں، اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے''۔ (سورۂ مومن:۵۱)

اس عظیم واقعہ میں عقل وخرد اور اپنے سینے میں قلب وجگر رکھنے والے انسان کے لئے عبرت اور سبق ہے کہ ان حالات کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد اس کا قلب سوائے اللہ رب العزت کے اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا کہ آپؐ نے دنیا کے غموں کا ہر بوجھ اٹھایا وہ امانت کا بارگراں اٹھایا جسے پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتا، آپ کی چہیتی بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال جن کی آغوش میں تعب وتھکن کے وقت سکون محسوس کرتے تھے، چچا ابوطالب کا انتقال جو کہ آپ کا سہارا ہوا کرتے تھے، اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں آپ کی مدد کیا کرتے تھے، ان کی جدائی کا غم بھی اتنا شدید نہیں تھا، جتنا کہ جب آپ ثقیف کی طرف دعوت دین کے لئے تشریف لے گئے، آپ نے دعوت دی، مگر ان لوگوں نے اس کا انکار کیا، آپ کے ساتھ برا سلوک کیا، آپ پر پتھر برسائے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک لہولہان ہوگئے اور لڑکھڑا کر ایک دیوار سے جالگے اور اللہ رب العزت سے التجا کرنے لگے اس وقت آپ کی زبان مبارک سے شدت غم سے جو کلمات نکلے وہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ **اللهم اليک اشکو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس الخ.**

تمام انبیاء کرامؑ نے ایک ہی دین کی دعوت دی ایک ہی پیغام پہنچایا، اور وہ اسلام کا پیغام ہے، وہ تمام کے تمام اللہ کی وحدانیت اور ایک خدا کی معرفت کے مشن پر آئے، تمام انبیاء بھائی بھائی اور ان کا دین ایک تھا، جیسا کہ قرآن نے کہا ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کیا کرو''۔ (سورہ انبیاء:۲۵)

مسجد اقصی میں جو انبیاء کرام کو آپ نے نماز پڑھائی اور امامت کی اس میں ایک اہم اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اب نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہونے والا ہے کہ اب نبیؐ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور آپؐ کی رسالت کے بعد کوئی رسالت نہیں، ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں ختم پر ہیں''۔ (سورہ احزاب:۴۰)

ہمارے اوپر لازم وواجب ہے کہ مسجد اقصی کی موجودہ صورت حال پر غور کریں کہ ہم کیسے مسجد اقصی، قبلہ اول، مقام اسراء ومعراج نبویؐ کے وقار کو واپس لاسکتے ہیں، حالات کس بات کے متقاضی ہیں اور ارض مقدس فلسطین جو ہمارے ہاتھوں سے اپنے زمینی اور مادی وسائل کے ساتھ نکل چکا ہے اس کی بازیابی کی جدوجہد کس طرح کریں، یہ اس وقت امت مسلمہ کے لئے نہایت ہی ضروری اور اہم مسئلہ ہے اور اس سے صرف نظر ایمان کے منافی امر ہے، مقولہ مشہور ہے: ''کہ جو کوئی راستہ کا راہی ہوا وہ منزل تک پہنچا''۔

مسئلہ فلسطین امت مسلمہ کا ترجیحی مسئلہ ہونا چاہئے جس نے ہمارے قلوب کو گذشتہ پچاس سالوں سے چھلنی کررکھا ہے، جس کی بنیادی وجہ مغربی ملکوں کا ارض مقدس، اقصی اور مسلم مسائل کے تئیں ظالمانہ اور جانبدارانہ رویہ ہے، آج بدبخت یہودی اور صہیونی مسجد اقصی کی دیواروں کو جڑ سے کھوکھلی کرتا چلا جارہا ہے، اسلامی شعار اور شناخت کو ختم کرنے کے درپے ہے، ارض فلسطین پر ناجائز قبضہ، نہتے فلسطینیوں کی آزادی، شہری اور انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، مسلح دشمن ہمارے وجود کو مٹادینا چاہتا ہے اور ہماری مقبوضہ سرزمین خالی کرنے اور ہمارے حوالہ کرنے جیسے واجب حقوق کا مغرب عملاً اور قولاً انکار کرتا آرہا ہے، اور صہیونی دہشت گردوں کے قبضہ کی حمایت اور ناجائز یہودی بستیوں کی آبادکاری، فلسطینیوں کے ساتھ خونی کھیل کی حوصلہ افزائی، مسجد اقصی اور بیت المقدس، اسلام اور مسلمانوں کے معاملہ میں مغرب کے رویے نے ایک بار پھر ان کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے، اور فلسطین، لبنان، عراق اور افغانستان میں کشت وخون اور انسان خوری اس کا کھلا ثبوت ہے۔

واقعہ معراج پر غور کرنے والے علماء نے حرم مکی اور بیت المقدس کے ربط کو بہت اچھی طرح اجاگر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مسجد حرام اسلام کی علامت ہے اور مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس مسلمانو ں کی سیاسی حالت کی علامت ہے، اس سرزمین میں جو کچھ ہورہا ہے اس سے مسلمانوں کی بیداری، پستی اور غفلت کا اچھی طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس وقت اقصیٰ کی سرزمین کے لوگ جس حال میں جی رہے ہیں اور ہم کتنی اپنی ذمہ داری نبھارہے ہیں اس سے ہمیں اندازہ لگالینا چاہئے کہ ہم کتنا اللہ سے قریب اور کتنا دور ہیں، ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مسجد اقصیٰ ہمارے ناپاک اور گناہگار ہاتھوں سے نہیں، بلکہ باوضو اور پاک ہاتھوں سے آزاد ہوں گی، جہاں تک ان ہاتھوں کی بات ہے جن ہاتھوں میں آزادی اقصیٰ اور فلسطین کی باگ ڈور ہے ان کے عقائد فاسد اور افکار باطل ہیں اس طرح کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ برکت نہیں دیتا اور خدا کی قسم ایسے لوگوں کی اللہ مدد بھی نہیں فرماتا، ایسے موقعہ پر تو ٹھیک اس کا الٹا ہوگا جو حضورؐ نے فرمایا تھا: ''کہ تم یہودیوں سے جنگ کروگے تو یہودی پتھروں اور درختوں کی آڑ میں جب چھپیں گے تو وہ درخت اور پتھر بھی بولے گا اے مسلم اور اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اس کو مارو اور قتل کردو''۔

اس وقت یوں تو پوری دنیا میں اسلامی مقدسات کو خطرات لاحق ہیں، عالمی برادری اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے نام پر متحد ہیں اور مسلمانوں کا خون کررہے ہیں، املاک تباہ کررہے ہیں، روزانہ عراق، افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں نوجوان قتل کئے جارہے ہیں، ۵۸ مسلم ممالک کی فوجیں مسلم نوجوانوں کے خلاف امریکی اور اسرائیلی فوج کا کردار نبھارہی ہیں، مسلم حکمراں امریکہ اور اسرائیل کے والی اور گورنر کا رول ادا کررہے ہیں، مسلم امت کا وجود ختم ہوچکا ہے، اور پوری جماعت امت سے مسلم قوم میں تبدیل ہوگئی ہے، تعلیمی ادارے اپنے مقاصد اور اہداف کھوچکے ہیں، اساتذہ اور معلمین لادینیت اور الحاد کے مبلغ بن گئے ہیں اسلامی شخصیات دینی اور اسلامی کام کرنے والے افراد کو شکوک وشبہات کی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں، آج امت کے وقار کی بحالی کی بات کرنے والے لوگ مجرم شمار کئے جارہے ہیں، دینی مدارس کے اساتذہ خوف وہراس میں مبتلا ہیں، انہیں اگر کوئی خوف ستارہا ہے کہ اگر انہوں نے دین وشریعت کی بات کی تو ان کا عرصہ حیات تنگ کردیا جائے گا، عصری اداروں کے معلمین یہ سوچتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنی روش بدلی تو نوکریوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا، دینی اور تنظیمی شخصیات پر یہ خوف طاری ہے کہ اگر انہوں نے امت کی بات کی تو ان کے اداروں پر تالے لگ جائیں گے، امت کی عمومی صورت حال یہ ہے کہ کتاب وسنت کا پیغام اور اللہ ورسول کی اطاعت کو ہر شخص ایک بوجھ تصور کررہا ہے، جس کا خسارہ یہ ہورہا ہے کہ ایک طرف امت دنیا میں بے وزن ہورہی ہے اور دوسری طرف اسلامی مقدسات سے لے کر امت کی املاک وسرمایہ حیات دشمنوں کے قبضہ میں جاچکے ہیں اور جو بچے ہیں وہ جانے کی کگار پر ہیں جنہیں واپس لینے کی ہمت امت نہیں جٹا پارہی ہے۔

اس وقت حالات بہت نازک ہیں، مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے جدوجہد کرنے والے حماس کے جیالوں کی طاقت کو کمزور کرنے کے لئے صہیونی ایجنٹ اور ان کے بھیڑیوں کو لگا دیا گیا ہے اور امریکہ اس کی پوری مدد کررہا ہے، دوسری طرف مسجد اقصیٰ کے اندر ہیکل سلیمانی (یہودی ٹیمپل) نصب کرنے کی پوری تیاری کر لی گئی ہے، اور مسلم قیادت سلامتی کونسل کے قیام امن کے جھانسے میں ہے، اس وقت دشمنوں کے سازشی منصوبوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اور فوری اقدام کا وقت ہے۔

اس افسوسناک وتشویشناک صورت حال سے نکلنے کا راستہ اور حل یہ ہے کہ ہندوستان سمیت مسلم قوم کی پوری دینی قیادت کو تمام ممالک سے وفود کی شکل میں ملاقات کا سلسلہ فوراً شروع کرنا چاہئے اور اس عالمی مسئلہ پر OIC سے گفت وشنید کرکے حل نکالنے پر توجہ دینی چاہئے، اس لئے کہ بیت المقدس اور فلسطین کا مسئلہ صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری امت کا مسئلہ اور اجتماعی قربانی کا متقاضی ہے، اگر اس میں کوتاہی برتی گئی تو امت

ٹوٹ جائے گی اور اسلام جو قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کی ہدایت کا آخری پیغام ہے اس کی تبلیغ ورسالت میں رکاوٹ پیدا ہوگی، یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے جو سیاسی طور پر حل کیا جائے، بلکہ یہ خالص دینی مسئلہ ہے، ہر مسلمان کا اسی زاویہ سے جدوجہد کرنا لازم ہے۔

واقعہ معراج حضورؐ کے لئے ایک ملجا وماوی کی تعبیر بن کر سامنے آیا، اس واقعہ نے حضور کو یہ سبق سکھایا کہ اللہ کے دین کی دعوت دینے والے کے لئے سوائے اللہ پر بھروسہ کرنے کے کوئی اور طاقت نہیں ہوتی، اس واقعہ نے یہ بھی سکھایا کہ نامساعد حالات میں داعی کو صرف اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اور اگر اہل دولت وثروت اور ارباب حکومت ہمارا ساتھ نہ دیں تو بھی اللہ کے دین کے تحفظ کا تقاضا ہے کہ صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں نکل پڑے۔

ہمارے اوپر لازم ہے کہ اپنے آپ سے سوال کریں کہ ہم کہاں ہیں، اور کن کن فواحش ومنکرات میں مبتلا ہیں وہ عوامل جو فواحش کی طرف لے جاتے ہیں ان میں ہم اور ہمارا معاشرہ کس طرح جذب ہو چکا ہے، اور ان کو ختم کرنے اور مٹانے کے لئے ہم کیا کررہے ہیں؟ اس واقعہ معراج واسراء میں ہمارے لئے اخلاقی اور اعتقادی رہنمائیاں ہیں، جو ہمیں اس بات پر ابھاررہے ہیں کہ ان کو اختیار کریں، اور ان فواحش ومنکرات کی بیخ کنی کے لئے اسراء سے سبق حاصل کرکے اٹھ کھڑے ہوں۔

ہمارے قلم اور گفتگو میں وہ طاقت وصلاحیت تو نہیں ہے کہ واقعہ معراج کے سبق اور نصیحت آمیز پہلو کا احاطہ کرسکیں، ہم تو بارگاہ الہ میں عذر گذار ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ان سے استفادہ کی توفیق بخشے اور وہ صلاحیت عطا کرے جس کی بدولت ہم ان واقعات کو امت کے سامنے پیش کرسکیں، تاکہ ہماری نئی نسل اپنے رسول کی پیروکار بن جائے اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکے اور زندگی کی دشوار گذار راہوں کے لئے ان واقعات سے روشنی حاصل کرسکے۔

❁ ❁ ❁ ❁

ضروری اعلان

بورڈ کا اکیسواں اجلاس عام لکھنؤ میں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا اکیسواں

اجلاس عام

اتر پردیش کی راجدھانی

شہر لکھنؤ

میں طے پایا ہے۔

انشاء اللہ یہ انتخابی اجلاس مارچ ۲۰۱۰ء میں ہوگا۔

ماہ صیام مبارک ہو!

مکرم ومحترم/مکرمہ ومحترمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو!

یہ عریضہ ماہ رمضان المبارک کے نسبت سے لکھ رہا ہوں، یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک نازل فرمایا، یہ کتاب دنیا کے سارے انسانوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے، اسی ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص اور پسندیدہ عبادت روزہ کو فرض کیا ہے جس کا مقصد ایمان والوں کو تقویٰ کا پیغام دینا ہے، اسی مہینہ میں ایک رات ایسی آتی ہے لیلۃ القدر جو ہزار راتوں سے بہتر ہے، اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا مغفرت ہے اور تیسرا عشرہ عذابِ دوزخ سے نجات کا زمانہ ہے، اس مہینہ میں نفل عبادتوں کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ مہینہ اللہ کو راضی کرنے، نفس پر قابو رکھنے اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی وغمگساری کے اظہار کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب فرمائے اور ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف کر کے اپنی مرضیات سے نوازے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پورے ملک کے مسلمانوں کی جملہ تنظیموں، مختلف مسالک کے لوگوں، علماء و قانون دانوں اور دوسرے طبقوں کے بااثر لوگوں کا ایک متحدہ ومتفقہ پلیٹ فارم ہے۔ جس کا مقصد شریعت اسلامی اور شعائر اسلامی کا تحفظ ہے، خاص کر شریعت اسلامی کا وہ حصہ جو مسلمانوں کے پرسنل لا یعنی خاندانی مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ بورڈ ۷۳-۱۹۷۲ء میں قائم ہوا اور الحمد للہ آج تک یہ اپنی بنیادی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہے۔ ملک کے مختلف بڑے شہروں میں اس کے ۲۰ (بیس) بڑے اجلاس اور اس کی عاملہ کے ۸۰/ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔

رمضان المبارک کی مناسبت سے آپ سے چند باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں، سب سے پہلی بات یہ کہ اپنے علاقہ میں، اپنے حلقہ کے علماء وائمہ کو شخصی طور پر جمعہ کے خطبہ میں شریعت اسلامی کی اہمیت اور مسلم پرسنل لا سے متعلق مسائل وضروریات عوام کے سامنے بیان کرنے کے لئے متوجہ کریں۔ نکاح میں سادگی سے کام لینے، طلاق میں جلدی نہ کرنے، وراثت میں لڑکیوں کو حصہ دینے کے شرعی احکام کو بطور خاص بیان کریں۔ مہر کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے اس کو جلد سے جلد ادا کرنے کی تاکید کی جائے۔ اسلام میں عورتوں کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں اور مردوں کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو مؤثر انداز سے بیان کیا جائے۔ ایک صالح مسلم معاشرہ کیسے وجود میں آسکتا ہے؟ ایسا صالح اسلامی معاشرہ جس میں والدین سے لے کر تمام بھائی، بہنوں، بیوی و بچوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق اسلامی بنیادوں پر ادا ہوں۔ ان تمام موضوعات پر ائمہ مسلسل وعظ وخطبات دیں۔ ایک بات یہ بھی ضرور بتائی جائے کہ اگر میاں و بیوی یا دیگر اہلِ خاندان کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو اس کو سرکاری عدالت میں لے جانے کے بجائے آپس میں علماء کے مشورہ سے یا دارالقضاء میں قاضی شریعت کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کرالیں، یہ آسان ہے اور اس میں مسلمانوں کی عزت بھی قائم رہتی ہے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان اور مدعوئین کی یہ بھی ذمہ داری

ہے کہ وہ مسلک، برادری یا علاقہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو آپس میں تفریق پیدا کرنے سے روکیں اور کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد و منظّم رہنے کی مسلسل جد وجہد کرتے رہیں۔ دینی تعلیم کا بھی بالواسطہ مسلم پرسنل لا کے مسئلہ سے گہرا تعلق ہے۔ ہمارے صرف پانچ فی صد بچے ہی مدرسوں اور دینی مکاتب میں پڑھتے ہیں۔ باقی بچے اور بچیاں اسکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اوران کے والدین خاص کر انگلش میڈیم اسکول اور عیسائی مشنریوں کے اسکولوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے اگر خصوصیت کے ساتھ تمام بچوں کو چھ سال سے گیارہ سال کی عمر کے درمیان دینی تعلیم سے آراستہ نہیں کیا گیا تو وہ شریعت اسلامی سے واقف ہی نہیں ہوں گے تو وہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود دینی تعلیم سے قطعی محروم رہ جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلم آبادی میں لڑکے اورلڑکیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا نظم کیا جائے، جوانوں کی دینی اسلامی تربیت، عورتوں میں دینی شعور کی بیداری اور اسلام نے ان کو انسانی معاشرہ میں جوعزت کا مقام عطا کیا ہے اسے بتایا جائے۔

ہمارے سامنے ایک اہم مسئلہ بورڈ کے مالی استحکام کا ہے۔ بورڈ کے مقاصد کی اشاعت اور اصلاح معاشرہ سے متعلق ضروری ومفید لٹریچر کی تیاری اوراسے پورے ملک میں بھیجنا، ملک کے مختلف شہروں میں دارالقضاء کا قیام اور باصلاحیت قاضی کا تقرر نہایت ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے خانگی مسائل ان کے اپنے ماحول میں ہی طے پاجائیں۔

مختلف عدالتوں جیسے ہائی کورٹس وسپریم کورٹ میں ہمارے خلاف دائر ہونے والے رٹ پٹیشن اور دوسرے مقدمات کا دفاع بھی ایک لازمی کام ہے۔ بورڈ کے ذمہ داروں کو کبھی کبھی مرکزی و ریاستی حکمرانوں اور سیاست دانوں سے بھی رابطہ پیدا کرنا پڑتا ہے اس کے لئے وفود بھی ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں میں تفہیم شریعت تحریک کے تحت علماء اور وکلاء کے مشترک اجتماعات منعقد کرنا تاکہ فقہ اسلامی اور جدید قانون پر باہمی مذاکرات اور تبادلۂ خیال ہوسکے۔ یہ بھی ایک بہت ہی مفید اور لازمی کام ہے۔

ان سب امور کو منظّم اور منصوبہ بند طریقہ پر چلانے اور انجام دینے کے لئے ایک بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے جب کہ آپ کے اور اہلِ خیر حضرات کے گرانقدر عطیات کے سوا بورڈ کے لئے آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ اس لئے **میری آپ سے اور دیگر ارکان بورڈ سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں اپنے حلقہ اثر کے منتخب اہل خیر حضرات کے گرانقدر عطیات حاصل کرنے کی جد وجہد کریں، اہل خیر سے رابطہ قائم کریں اور بورڈ کے متنوع پروگراموں، منصوبوں، کاموں کی اہمیت وضرورت اور مقاصد سے واقف کراکران سے بورڈ کے مالیات کو مستحکم کرنے کی گذارش کریں۔**

رمضان کے اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالی ایمان والوں کے دلوں کو نرم کردیتا ہے اور ہر مسلمان خیر ونیکی کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ اس لئے آپ اپنی تھوڑی کوشش سے جہاں مسلم گھرانوں، خاندانوں میں آپسی تعلقات کو سدھارنے اور اصلاح لانے کی کوشش کریں، وہاں مسلمان مرد وخواتین کو بورڈ کے مالی استحکام میں بھی حصہ لینے کی جانب متوجہ فرمائیں، اللہ تعالی آپ کی نیک کوششوں کا بہتر اجر آخرت میں عطا فرمائے گا۔

والسلام

سید نظام الدین

جنرل سکریٹری بورڈ

چیک یا ڈرافٹ اس نام سے بنوائیں

All India Muslim Personal Law Board

Payable New Delhi

اور بورڈ کے دہلی دفتر کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

تاریخ تحفظ شریعت کے درخشاں تارے

وقارالدین لطیفی ندوی

- نام : **عتیق الرحمن عثمانی**
- تاریخی نام : **ظفر الحق**
- ولادت : ۱۹۰۱ء مطابق ۱۳۱۹ھ
- والد کا نام : مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی
- ولادت : علاقہ دیوبند
- تعلیم : پوری تعلیم دیوبند میں حاصل کی
- تدریسی خدمات : ۲ رسال تک دارالعلوم دیوبند میں
- فتویٰ نویسی : چند مہینوں تک مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی (اپنے والد) کی نگرانی میں فتوی نویسی کی ذمہ داری بھی نبھائی۔
- انتقال مکانی : ۱۹۳۷ء میں بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر دہلی منتقل ہو گئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔
- دہلی آنے کے بعد ۱۹۳۸ء میں ندوۃ المصنفین کی بنیاد ڈالی۔
- ندوۃ المصنفین کے آرگن کے طور پر ماہنامہ ''**برھان**'' کا اجرا فرمایا۔
- دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر
- جمعیۃ العلماء ہند کے کارگزار صدر
- ۱۹۴۷ء کے فساد دہلی میں سب کچھ اجڑنے کے بعد دوبارہ ندوۃ المصنفین کو قائم کیا اور ان کی نشاۃ ثانیہ کا یہ دور نہایت متحیر کرنے والا دور ہے، تنکا تنکا جمع کر کے آشیانے کی دوبارہ تعمیر فرمائی۔
- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر
- صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت
- ۱۹۸۲ء میں فالج کا حملہ ہوا اور اسی کی وجہ سے بالآخر ۱۲ رمئی ۱۹۸۴ء کو مالک حقیقی سے جا ملے۔
- دل جمعی کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر تصنیف و تالیف کے کام کو انجام دینے کا موقع ہی نہیں ملا۔ قاعدہ آپ کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ البتہ ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ ''منارِ صدا'' کے نام سے ڈاکٹر عنوان چشتی صاحب نے ترتیب دیا۔
- مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب بے شمار تنظیموں، اداروں اور مدارس کے سرپرست تھے۔ ہر ایک کے مربی، ہر ایک کے لئے شفیق اور مہربان، نہ اپنوں سے شکایت نہ غیروں سے گلہ، اپنی وضعداری کو ہر صورت میں باقی رکھنا وغیرہ ان کا خاص وصف تھا۔

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب ایک اعلی علمی خاندان کے فرد تھے، مفتی صاحب لفظوں کی جادوگری کے اعتبار سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ایک سحر آفریں، دلکش اور پر اثر شخصیت کے مالک تھے، ان کی ذات ایک انجمن اور ایک ادارے کی حیثیت رکھتی تھی، مفتی صاحب بلند ہمت اور بلند عزائم کے مالک تھے، حوصلہ کے ساتھ زندگی گذارنا اور نڈر و بے خوف ہو کر کاموں کو انجام دینا ان کی فطرت تھی، ندوۃ المصنفین کے بلند و روشن کارنامے اور اس کے ترجمان برھان کے صفحات آج بھی ہم سب کے لئے ایک قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

This document was created with Win2PDF available at http://www.win2pdf.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.
This page will not be added after purchasing Win2PDF.